پندرہ روزہ

الہلال

ٹورانٹو ۔ کنیڈا

قیمت: ۵۰ سینٹ

۱۵ جمادی الاول ۱۴۰۲ھ
۱۰ مارچ ۱۹۸۲ء

بیرونِ وطن پاکستانیوں کا ترجمان ۔ شمالی امریکہ میں اردو کا سب سے پہلا اور کثیر الاشاعت اخبار

جلد: ۱۰
شمارہ: ۲۴



by Owaisk

داستان عروج و زوال

مروت کا جنازہ

ایوب سالک

موجودہ ترقی یافتہ دور۔ مادہ پرستی کی انتہا اور مروت کی فنا کا دوسرا نام ہے۔ ذاتی اغراض کی فوقیت اور اخلاقی اقدار کا فقدان رواداری اور انسانی ہمدردی کا جنازہ پر اس دور کی ترقی کا ماحصل ہے۔ معروف پنجابی شاعر میاں محمد نے کیا خوب کہا ہے۔

جس دل دے وچ درد نہیں دیا گئے اس نفیں چنگے
مالک دے در را کھی کردے صابر بھکھے ننگے

میں تو سمجھتا ہوں کہ آج کا دور جسے ترقی یافتہ دور کہا جاتا ہے یہ انسانیت کی تاریخ کا انتہائی تاریک دور ہے اگر مادہ پرستی۔ مذہب سے بیگانگی ہوس و حاملی بے حیائی ظلم و تشدد۔ خود غرضی۔ بنی نوع انسان کی تباہی کے اسباب جھوٹی نمود و نمائش۔ مکر و فریب کاری ہی اس کرہ ارضی پر مقصد حیات ہے تو پھر یقیناً یہ دنیا اپنی ترقی کے انتہائی عروج پر ہے۔ آج کی نوجوان نسل خواہ وہ مغرب سے تعلق رکھتی ہو یا مشرق نے اپنے پورے جوش و خروش سے اپنا حلیہ بگاڑ رکھا ہے "ڈارون" کے نظریہ حیات پر پوری اترنے کے لئے برسرکار ہے جبکہ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں۔

"میں نے انسان کو اپنا بہترین شاہکار بنایا ہے"۔

یہ وہی حضرت انسان ہیں جن کے متعلق رب ذوالجلال نے نہایت فخر سے اپنے مقربین فرشتوں سے فرمایا تھا کہ میں زمین پر اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں اور انسان کی راہبری کے لئے وقتاً فوقتاً انبیاء دنیا پر بھیجے۔ زمانہ قبل از تاریخ میں بھی جسے انسانیت کا غیر مہذب دور کہا جاتا ہے وہ اپنی شخصی آزادی اور اپنی بقاء کے لئے ذاتی جدوجہد کا قائل تھا وہ کسی کی تقلید کرنا یا کسی کا دست نگر ہونا پسند نہ کرتا تھا۔

انسان کی ترقی کے ارتقائی مراحل میں اللہ تعالیٰ وقتاً فوقتاً انسان کی ہدایت اور راہبری کے لئے مختلف قوموں میں نبی مبعوث فرماتا تاکہ لوگوں کے دلوں میں ایمان کا نور۔ عبودیت کا جذبہ جگے اور برے کا امتیاز اور خیر و شر میں فرق کا شعور پیدا ہو سکے اور وہ انسانیت کے صحیح شعور کا حامل ہو کر کامل انسان اور صحیح معنوں میں زمین پر اللہ کا خلیفہ ثابت ہو سکے۔

اور...... جب انسان کا ذہن تاریخ و ترقی کے مختلف مراحل اور ادوار سے گزر کر پختگی کی حدود کو چھونے لگا تو اس وقت اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنا آخری پیغام اپنے آخری نبی کے ذریعہ ایک فرقے یا ایک گروہ یا ایک قوم یا ایک ملک کی بجائے تمام بنی نوع انسان کے لئے نازل فرما دیا۔

نزول اسلام کے بعد سب سے پہلا کام جو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے شروع کیا وہ تھا حقوق کا تعین یعنی اللہ کے حقوق اور بندے کے حقوق جنہیں عرف عام میں حقوق اللہ و حقوق العباد کہا جاتا ہے۔ عربوں کا وہ دور جس میں رسول اکرمؐ مبعوث ہوئے وہ جہالت کا دور کہلاتا ہے اس لئے تہذیب و تمدن اور علم کے باوجود ان لوگوں نے بے شمار فرسودہ رسومات کو اپنا رکھا تھا شراب نوشی جوا۔ کفر و شرک۔ بے جا تکبر۔ خاندانی عصبیت اور کینہ پروری عام تھی عورتوں کو سوسائٹی میں جملہ حقوق سے محروم کر رکھا تھا۔ کمزور کو غلام بنا لیا جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی بجائے خود ساختہ پتھر کے بتوں سے مرادیں مانگی جاتی تھیں۔ معمولی سی بات پر انسان کو بے دریغ قتل کر دیا جاتا تھا اور پھر قتل در قتل کے جھگڑے نسل در نسل چلتے تھے۔ انسان حیوانیت کے درجے سے بھی نیچے چلا گیا تھا عورتوں کو جوا میں ہار دیا جاتا تھا۔ باپ کی وفات پر اس کی بیویاں کو اولاد کا اپس میں بانٹ لیتی تھی لڑکی پیدا ہونے پر زندہ درگور کر دی جاتی تھی۔ زبردست آدمی کمزور کو غلام بنا لیتا تھا۔ ان حالات میں سب سے پہلے ان کو اللہ تعالیٰ کی قدرت طاقت اور اس کے احسان جتلا کر انسان کو اللہ تعالیٰ کی عظمت سے روشناس کرایا اور اس کی بندگی کا درس دیا۔ اس کے بعد سب سے اہم کام "تشکیل کردار" اور "تکمیل اخلاق" تھا۔ چنانچہ بعثت نبوت کے بعد رسول اکرم صلعم کی دس سال کی مکہ مکرمہ کی زندگی تبلیغ اسلام اور انفرادی طور پر ان تمام لوگوں کی کردار سازی کا دور ہے۔ انہیں ایک مثبت اور سچے معاشرہ کے فرد ہونے کی حیثیت سے ان کے فرائض سے روشناس کیا اور انہیں ان حقوق سے آگاہ کیا جو اللہ کی طرف سے ان پر ہیں اور جو انفرادی یا اجتماعی طور پر معاشرہ قوم اور ملت کے ان پر ہیں نیز جو ان کے حقوق معاشرہ پر عائد ہیں اور جب آپ اس کام سے بہرہ ور ہو چکے تو پھر اجتماعی زندگی اور ایک منظم حکومت کی بنیاد رکھی۔ اور اس طرح دنیا میں ایک عظیم پرامن معاشرے کی بنیاد رکھی جس میں بنی نوع انسان کی بقا کی پوری پوری ضمانت تھی اور اس کے تحت تمام انسانوں کو یکساں حقوق تفویض کر کے ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک کیا۔ دولت سے بے نیاز کر کے جماعت کی اہمیت قائم کی اور ان کو انسانیت کی خدمت اور دنیا میں اللہ کی حکومت قائم کرنے کا فرض سونپا گیا اور ان میں تسلیم و رضا کی خوشحالی تقویٰ کو معیار شرف و عزت قرار دیا گیا اور ایک نہایت اعلیٰ اور متوازن نظام معیشت قائم کیا زکوٰۃ۔ خیرات اور صدقہ کو عبادت کا درجہ دے کر بیت المال قائم کیا تاکہ معاشرہ کے غریب افراد کو افلاس اور تنگی سے محفوظ رکھا جائے اس طرح معراج انسانیت کے لئے اسلامی معاشرے کی بنیاد رکھی گئی اللہ تعالیٰ کی جانب سے ودیعت کردہ ضابطۂ دین و اخلاق و تعزیرات جو کہ رسول اکرم صلعم پر بذریعہ وحی نازل کیا گیا اسے رائج کیا اور قرآن پاک کی شکل میں علم و عرفان کے دروازے انسانوں پر کھول دیئے گئے جن کی مکمل تفسیر رسول اکرم صلعم نے اپنے قول فعل اور عمل سے پیش کر کے اسے لوگوں کے لئے آسان اور عام فہم کر دیا اور لوگوں میں ذاتی یا خاندانی عصبیت دور کر کے قومی غیرت و حمیت کا جذبہ پیدا کیا۔

قرآن پاک میں ایک طرف تو مختلف علوم و فنون کا ذخیرہ ہے تو دوسری طرف حیات انسانی کی بہترین تنظیم کے لئے بہترین قوانین موجود ہیں اس کے ساتھ ساتھ ہی پچھلی قوموں اور انسانوں کی تباہی کے حالات و اسباب بھی بیان و ستیاب ہو گئے ہیں۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ جب بھی قوموں میں تکبر یا بے راہ روی پیدا ہوئی تو تباہی ان کا مقدر بن گئی بنی اسرائیل پر اللہ تعالیٰ کے بے شمار مہربانیاں کیں لیکن وہ اپنی بے راہ روی اور ظلم و تشدد سے باز نہ آئے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر لعنت فرمائی۔ حضرت نوح اور حضرت لوط علیہم السلام کی قوموں کی بے حیائی کی وجہ سے ان پر عذاب نازل کیا اور انہیں تباہ و برباد کر دیا۔ عاد و ثمود کی قوموں کو اور فرعون اور اس کے لاؤ لشکر کو تکبر کی وجہ سے صفحہ ہستی سے نیست و نابود کر دیا قارون جس کے خزانوں کی کنجیاں اونٹوں پر لادی جاتی تھی مادیت اور حب مال کی وجہ سے ایسے انجام سے دوچار ہوا کہ لوگوں نے اس سے عبرت حاصل کی۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت دنیا میں تشریف لائے اس وقت قیصر و کسریٰ کی دو عظیم سلطنتیں اس دور کی تاریخ میں بہت اہم حیثیت کی حامل تھیں ان کی حیثیت بالکل ایسی تھی جیسی آج کے دور میں امریکہ اور روس کو حاصل ہے لیکن ان دونوں سلطنتوں میں مادہ پرستی بے حیائی خود غرضی ظلم و تشدد اور مذہب سے بیگانگی بھی اپنے عروج پر تھی جھوٹی نمود و نمائش اور عیاشی زوروں پر تھی اور بعینہٖ اسی قسم کے حالات سے آج کے دور میں ہم دوچار ہیں ہر وہ چیز عروج پر ہے جو انسان اور انسانیت کی تباہی پر منتج ہوتی ہے چال ڈھال گفتار کردار اقدار تو نیت بے حیائی۔ دولت کی محبت امیر و غریب کا امتیاز اور طبقہ بندی غرضیکہ ہر چیز سے مادیت اور فریب ٹپکتا ہے۔ حتیٰ کہ موجودہ ترقی یافتہ دور کی تمام تر سائنسی ترقی بھی انسانیت کی تباہی اپنی ذات کی برتری اور مطلب براری کے نقطۂ نظر کی حامل ہے روس اور امریکہ نے ملی بھگت سے تمام دنیا کا اقتصادی سیاسی اور دفاعی نظام اپنے درمیان بانٹ رکھا ہے

اسلام کا نزول ایک نعمت غیر مترقبہ تھی۔ وہم آلود و سسکتی انسانیت کو اسلام کے عروج سے پناہ ملی اقبال نے کیا خوب کہا ہے کہ:

خون جد ہزار انجم سے ہوتی ہے سحر پیدا

اسلام کے عروج کی داستان بے حد رنگین دلکش اور سبق آموز ہے۔ مٹھی بھر غریب اور نادار صحرا نشینوں کا ایک گروہ جن کے پاس تن ڈھانپنے کو کپڑا نہیں۔ پاؤں میں ٹوٹی ہوئی جوتیاں۔ کسی کے پاس فقط تلوار ہے اور کسی کے پاس گھوڑا۔۔ لیکن جذبہ ایمان سے سرشار اور اپنے سردار اور اپنے رب کی محبت کے نشے میں مخمور یہ لوگ آندھی کی طرح اٹھے اور اپنے پاؤں کی ٹھوکروں سے وہ عظیم سلطنتوں کو پاش پاش کر کے تمام کائنات ارضی پر چھا گئے دنیا سے جور و ستم تشدد بے حیائی اور کفر کا خاتمہ کر کے انہوں نے دنیا میں ایک نہایت پرامن معاشرے کی بنیاد رکھی اور لوگوں کو اسلام کے وضع کردہ اخلاق عالیہ اور احکامات حمیدہ سے بہرہ ور کیا۔ ان کی یہ عظیم کامیابیاں۔ فاقوں سے بے نیازی۔ بے غرضی اور اللہ اور اس کے رسول کی عظمت کو قائم کرنے کے جذبہ کا ماحصل تھیں اور وحدت فکر و عمل کی مرہون منت تھیں۔ اسلام نے فسق و فجور اور بے حیائی کے بحر ظلمات و تشدد کو ختم کر کے تمام مسلمانوں کو مساوات اور بھائی چارے کی لڑی میں پرو دیا۔ زنا قتل۔ سود خوری جوا اور شراب کو حرام قرار دیا۔ ذاتی نخوت و تکبر اور خاندانی عصبیت کو ختم کر کے قومی غیرت اور حمیت کے لئے رشتہ جود و ایمان بنا دیا۔ توکل قناعت اور ہر حال میں اللہ کی رضا پر شکر گزاری کے جذبہ کو عطا کر کے سکون قلب جیسی نعمت سے نوازا۔ عورتوں اور مردوں کے حقوق کا نہایت واضح تعین کیا۔ حیا عورت کا زیور اور غیرت مرد کا سنگھار بنا یا نفاق پیدا کرنے والے اور خود کشی عادت کرنے والوں کو سوسائٹی سے خارج قرار دیا۔

اسلام کے عطا کردہ بے مثل نظام کی بدولت جس میں تمام انسانوں کو برابری کے حقوق دیئے گئے جس میں یہاں تک اخوت اور محبت کا سبق دیا گیا کہ آپ اس وقت تک کھانا نہیں کھا سکتے جب تک آپ کو یہ یقین نہ ہو جائے کہ آپ کے ہمسایہ میں کوئی بھوکا تو نہیں رہ گیا۔ آپ کو عید کی نماز پڑھنے سے پہلے صدقۂ فطر ادا کر دینے کا حکم دیا گیا تاکہ ملت اسلامیہ کے غریب افراد بھی اس قومی تہوار کی خوشیوں میں آپ کے ساتھ شریک ہو سکیں۔ جس میں کسی گورے کو کالے پر کسی امیر کو غریب پر کسی عرب کو کسی عجمی پر کوئی فوقیت نہیں جس معاشرے میں خون کا بدلہ خون دانت کا بدلہ دانت رکھا گیا۔ بنی نوع انسان نے اپنا تحفظ اپنی عزت نفس کو اپنی شخصی آزادی کو اس قدر محفوظ دیکھ کر بصد خوشی اس دین کو اپنایا اور ایک مختصر سے عرصہ میں تقریباً آدھی دنیا مسلمانوں کے زیر نگیں آ چکی تھی۔ جذبۂ شوق شہادت نے مجاہدین مسلمان اخلاق کی اعلیٰ ترین اقدار خدمت خلق اللہ تعالیٰ کی عظمت اور عزت ناموس رسول کے ولولے سے بھرپور تھے۔

اسلام کے اس عروج سے حسد اور خوف کے ملے جلے جذبات کے تحت دنیا کی تمام غیر اسلامی قوتوں اور حکمرانوں نے جب اپنی خود ساختہ برتری اور چودھراہٹ کو خطرے میں محسوس کیا تو انہوں نے فرداً فرداً اور اجتماعی طور پر ملت اسلامیہ کو صفحہ ہستی سے نیست و نابود کرنے کے لئے اپنے تمام تر حربے اور وسائل استعمال کئے لیکن جب تک مسلمانوں نے اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رکھا کتاب اللہ اور سنت رسول کو مشعل راہ بنایا تو ہر اسلامی اخلاقی اقدار پر شدت سے قائم رہے تو دشمنان اسلام کو ہر محاذ پر شکست کا سامنا کرنا پڑا اور تباہی و بربادی ان کا مقدر بنی رہی۔ کردار کی تباہی قوموں کی بربادی کا باعث بنتی ہے۔ جب بھی کسی قوم میں تکبر یا بے راہ روی کی پیدا ہوئی تو تباہی اس پر لازم ہو گئی۔ ہمارے سامنے بابل و نینوا کی قدیم حیثیت اور کئی قوم فرعون کا انجام اور ایسے بے شمار تاریخی شواہد موجود ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی اس وسیع کائنات میں زمین کی حیثیت ریت کے ایک ذرہ جتنی ریگستان میں ذرہ ہے سے زیادہ نہیں اور اس میں موجود بے شمار مخلوقات میں ایک انسان کی حیثیت کیا ہے؟ دنیا میں روزانہ لاکھوں پیدائش اور لاکھوں اموات ہوتی ہیں لیکن کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہوتی پھر یہ حقیر اور بے بس انسان غرور اور تکبر کرے تو کس بات پر؟

حضرت فاروقؓ کے دور خلافت میں ایک دفعہ ایران کے محاذ سے بے شمار مال غنیمت مدینہ منورہ پہنچا حتیٰ کہ مسجد نبوی میں دولت کے انبار لگ گئے تمام مسلمان خوش تھے کہ انہیں معاشی بدحالی سے نجات مل گئی اور وہ اب فراغت کی زندگی گزار سکیں گے۔ حضرت عمرؓ دولت کے اس انبار کو دیکھ کر رو دیئے اور جب لوگوں نے رونے کا سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ جب کسی قوم کو دولت کی محبت پیدا ہو جاتی ہے تو اس میں بہت سی برائیاں جنم لینا شروع کر دیتی ہیں حضرت عمرؓ نے جب عوام سے یہ عرض کی اب مجھ پر خلافت کے کاموں کا اس قدر بوجھ ہے کہ میں اپنی روزی کمانے کے لئے وقت نہیں نکال سکتا تو حضرت علیؓ نے اشارہ کیا کہ آپ کو بیت المال سے پہننے کے لئے ایک جوڑا اور روز وقت کے کھانا کا حق دیا جاتا ہے خلیفۃ المسلمین جب قوم کے کاموں سے تھک جاتے تو کسی سایہ دار درخت کے نیچے کسی پتھر کو سرہانے رکھ کر لیٹ جایا کرتے تھے۔

حکومت اور شان و شوکت تو اللہ تعالیٰ ہی کو زیب دیتی ہے جو ہر چیز پر قادر ہے حقیر انسان جو اپنے سانس لینے پر بھی قادر نہیں اسے کسی طرح بھی تکبر زیب نہیں دیتا مگر جوں جوں انحصار کی تقویٰ اور اپنی ذات سے بے نیازی کا جذبہ ختم ہوا جب غریب اور نادار مسلمانوں نے قیصر و کسریٰ کے فلک بوس محل اپنی ٹھوکروں سے ریزہ ریزہ کر دیئے تھے۔ یہ صرف ایمان کا جذبہ قومی حمیت اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کا فیضان تھا کہ یہ لوگ ان کی ہیبت سے لرزاں تھے...... لیکن جونہی مسلمانوں میں مال و دولت کی فراوانی ہوئی اور ذاتی جاہ و حشم کا جذبہ پیدا ہوا اور طرح طرح کی برائیوں نے بھی معاشرے میں جنم لینا شروع کیا جگہ جگہ لیلیٰ اور شوریں کے بجائے نکلتیں حویلیوں میں اور مکانات محلوں میں تبدیل ہو گئے محلات میں حرم کی رنگینیاں بڑھیں شروع ہو گئیں جنہوں نے الف لیلیٰ جیسے قصوں کو جنم دیا۔ زاہد شب زندہ دار لئے تہجد جاگ کر بجائے زاہد شب زندہ دار لئے اپنی عبادت جاری رکھا لیکن زاہدین راگ و رنگ کی محفلوں کی قیمتیں بڑھنے لگیں مخلوق سازشوں کا دور دورہ شروع ہو گیا حکمرانوں پر ذاتی اغراض غالب آ گئیں ذاتی برتری پر قومی مفادات حمیت اور غیرت کو پس پشت ڈال دیا گیا۔ قرب سلطان کی ہوس میں اور حب دنیا اور مال کی طلب میں بے انصافی اور بے جا خوشامد شروع ہو گئی ہو کر داری کی انتہائی پستی یہاں تک جا پہنچی کہ اقتدار سے محروم ہو کر بندے کو خدا کے برابر تسلیم کر لیا۔

مذہب کا نام محض ذاتی منفعت اور مطلب براری کا ذریعہ بن گیا۔ اسلام کی تعلیمات اور روایات ترقی کی بجائے تنزل پذیر ہو گئیں اور جب وقت مذہب سے بیگانگی اور اخلاقی انحطاط اپنے عروج پر پہنچ گیا تو جا بجا مسلمانوں کو ذلت اور رسوائی کا سامنا کرنا پڑا اسلامی سلطنت کا شیرازہ بکھر گیا سپین میں مسلمانوں کا نام و نشان ختم کر دیا گیا چنگیز خان نے اسلامی سلطنت کی اینٹ سے اینٹ بجا دی مسلمانوں کی عظمت کی تباہی کی داستان جا بجا بکھری ہوئی تھی۔ اس دور میں وقتاً فوقتاً چنگاریاں ہوگی کہ شعلہ جوالہ بنتی رہتی تھیں جو کبھی سلطان صلاح الدین ایوبی کبھی سلطان بایزید یلدرم کبھی سلطان محمود غزنوی کبھی احمد شاہ ابدالی اور کبھی حیدر علی اور ٹیپو سلطان کا روپ دھار لیتی تھیں حق و باطل کی یہ رزم گاہیں آغاز اسلام سے آج تک جاری ہیں۔

برصغیر ہندوستان سے محمد بن قاسم کی آمد سے مراجعت کے بعد کفر اور اسلام کے درمیان جنگ جاری رہی اور وقتاً فوقتاً مختلف سلطان ہندوستان پر حملہ آور ہوتے رہے اور ہندوستان میں چھوٹی بڑی ریاستوں کا قیام بھی وقوع پذیر ہوتا رہا۔ حتیٰ کہ ہندوستان میں مغلوں نے ایک عظیم اور مستحکم اسلامی سلطنت کی بنیاد رکھی جو صدیوں تک قائم رہی اس عظیم سلطنت میں مسلمانوں نے اپنی اسلامی روایات برقرار رکھیں انسانوں کے ساتھ انصاف و الاد برابری کا رتبہ برقرار رکھا علم و ادب کی ترقی کے ساتھ ساتھ علوم دین کی ترویج و اشاعت پر بھی پوری توجہ دی۔ حتیٰ کہ اکثر مغل حکمران بزرگان دین کی خدمت میں پاپیادہ حاضر ہونا اپنے لئے سعادت محسوس کیا کرتے تھے ہم دیکھتے ہیں کہ جونہی ان مسلمان حکمرانوں اور ان کی آئندہ نسلوں میں مذہب سے بیگانگی۔ عیش کوشی اور قوت عمل کا فقدان ہوا تو پھر اللہ تعالیٰ کے نظام کے مطابق ذلت اور رسوائی کا طوق ان کے گلے کا ہار بن گیا۔

انگریزوں، فرانسیسیوں، پرتگالی اور ولندیزیوں نے ہندوستان میں اپنی علیحدہ علیحدہ ذاتی اغراض کے باوجود ایک متفقہ مقصد یعنی مسلمانوں سے اپنی گزشتہ شکستوں کا بدلہ لینا اور مسلمانوں کو کمزور اور ذلیل کرنا ہمیشہ اپنے پیش نظر رکھا اس مقصد کے لئے انہوں نے ہندوستان کی دیگر غیر مسلم اقوام کو بیجا مراعات اور ناجائز فوائد پہنچا کر ان کا تعاون بھی سلطان ہند کے خلاف حاصل کیا حتیٰ کہ بہت سے مادہ پرست مسلمان بھی اپنی ذاتی منفعت کی خاطر ملت اسلامیہ کے خلاف غداری کر کے مسلمانوں کی تباہی کا باعث بنے۔

مسلمانوں کو اخلاقی۔ معاشی۔ اقتصادی علمی اور دینی پستی میں دھکیلنے کے لئے انگلستان سے وقتاً فوقتاً مختلف کمیشن آتے رہے اور اپنی سفارشات مرتب کرتے رہے اور مسلمانان ہند کو ذلیل کرنے کے لئے ہر گھٹیا سے گھٹیا حربہ استعمال کیا گیا ان کو اقتصادی اور معاشی طور پر بالکل کمزور کر دیا گیا حتیٰ کہ حیدر علی سلطان اور شیر میسور ٹیپو سلطان کی جنگجو قوم کھیارے اور سائیس بن کر رہ گئے علم و ادب کے دروازے مسلمان پر بند کر کے سرکاری ملازمتوں میں ہندوؤں اور دیگر غیر مسلم اقوام کو جگہ دی گئی مسلمان کی جاگیریں اور جائیدادیں ضبط کر لی گئیں اور نوابوں کے حرم میں داخل ہو کر ان کی بیگمات کی بے حرمتی کی گئی اور ان کے سارے زیور اور جواہرات لوٹ لئے گئے۔

مسلمانوں میں ابھی غیرت کی کچھ رمق باقی تھی چنانچہ وہ ایک بار پھر اٹھے اور اپنی آزادی کے لئے انگریزوں کی منظم فوج سے ٹکرا گئے ...... ایک مرتبہ پھر...... اپنوں کی سازشوں اور دیگر غیر مسلم اقوام ہند کے عدم تعاون کی وجہ سے انہیں شکست اٹھانی پڑی اور جانی اور مالی نقصان سے دوچار ہونا پڑا۔

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کی ناکامی کے بعد مسلمانوں پر جس جور و ستم کا آغاز ہوا۔ اس کی مثال دنیا میں کہیں نہیں ملتی۔ دنیا کی اس خود ساختہ مہذب قوم انگریز نے مسلمانوں پر جس قسم کے ظلم اور تشدد دیا گئے اس کی تفصیلات سے تاریخوں کے اوراق سیاہ ہیں اور انسانیت شرم کے مارے منہ چھپاتی ہے۔

مسلمانان ہند کی عسکری قوت پر یہ آخری بھرپور ضرب تھی۔ اب سب سے اہم کام یہ تھا کہ مسلمانوں کے دلوں میں جذبۂ ایمان کی چنگاری ہے اور جو بار بار بھڑک کر شعلہ جوالہ بن جاتی ہے اس کو کس طرح سرد کیا جائے اور ان کو اپنے اسلاف کے کارنامے اور اپنی تاریخ پر جو فخر ہے وہ کس طرح ختم کیا جائے؟

چنانچہ اس مقصد کے لئے نہایت سوچ سمجھ کر عیاری اور چالاکی کے ساتھ پلاننگ کی گئی جس کی بدولت ان کے دلوں میں مذہب سے بیگانگی عام کی اور ... پیدا ہو ...

بقیہ صفحہ ۱۱

بیگم بھٹو سے مشورے کے بعد فرید الحق کے ورکنگ پیپر پر فیصلہ ہوگا ★ جتوئی

★ حکومت سے رابطوں کی تفصیلات بتانے سے انکار

[illegible]

ساتھیوں سے مشورے کے بعد سیاسی اتحاد کے بارے میں فیصلہ کیا جائیگا

سیاست میں ہمیشہ دشمنی اور ہمیشہ دوستی نہیں چلتی۔ میاں طفیل محمد

[illegible]

ایران نے پاکستان کو ہرا دیا

[illegible]

مجھے جرمنی میں روزگار دلانے کا جھانسہ دے کر کابل پہنچا دیا گیا

جسٹس مشتاق کو قتل کرنے کے لئے تربیت دی گئی۔ ظہور الٰہی کے قتل کے ملزم کا انکشاف

چوہدری ظہور الٰہی کے قاتلوں کا سراغ خفیہ ڈائری سے ملا

[illegible]



آغا شاہی کا استعفا منظور کر لیا گیا
صاحبزادہ یعقوب وزیر خارجہ بنا دیے گئے

صدر سے آغا شاہی کی ملاقات۔ استعفا خرابی صحت کی وجہ سے دیا گیا ہے
ان کے تجربے سے ملک استفادہ کرتا رہے گا۔ صدر ضیاء الحق کا خراج تحسین
آغا شاہی نے پاکستان کی خارجہ پالیسی کو بڑی کامیابی سے چلایا ہے

ملتان میں دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ

ملتان ——— ڈپٹی کمشنر ... [illegible]

میرا ابھی ماسکو جانے کا کوئی پروگرام نہیں: صاحبزادہ یعقوب خاں
دو تین روز میں اسلام آباد پہنچوں گا۔ پھر سیاسی معاملات اور پالیسی کیلئے وقت درکار ہے

... بیگم بھٹو کے داخلہ پر پابندی

مرتضیٰ بھٹو لندن میں خاتون پر دست درازی کرتے ہوئے زخمی ہو گئے

گورنروں کی میعاد میں توسیع

اسلام آباد ———

پاکستان اور بھارت کے درمیان ریل کے فیصلے

پندرہ روزہ
الہلال
سوئٹزرلینڈ

أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ
سن رکھو کہ جو اللہ کے دوست ہیں ان کو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمناک ہوں گے۔ (القرآن)

حکومت کی پالیسی کیا ہے؟

سندھ کے سینیئر وزیر جناب میر رسول بخش تالپور نے کہا ہے کہ پاکستانی عوام نچلی سطح کی سیاست چاہتے ہیں۔ لہٰذا یہاں "سنی اسٹیٹس" کی بنیاد پر حکومتیں قائم کی جائیں اور ۱۹۷۳ء کے آئین کو ختم کر دیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ پرانے سیاستدان وہ لوگ ہیں جو ہر چھ سال کے بعد اقتدار فوج کے حوالے کرتے ہیں اور فوج کے ذریعے پھر اقتدار حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ ان کی مفاد پرستی کی انتہا ہو چکی ہے اب نئے لوگوں کو سیاست میں داخل ہونے کا موقع فراہم کیا جائے۔

یہ بات ذہن میں رہے کہ پرانے سیاستدان دونوں کو صلواتیں سنانے انہیں اقتدار کا بھوکا اور مفاد پرست ٹھہرانے والے یہ صاحب خود وہ پیر تسمہ پا قسم کے پرانے سیاست دان ہیں۔ جو یحییٰ خاں کے بعد مارشل لا کی چھتری کے نیچے برسر اقتدار آنے والی پارٹی کے کھڑ پینچوں میں شامل ہے۔ اسی پارٹی کے عہد اقتدار میں سندھ کے گورنر اور وزیر بھی رہے اور آج بھی یہ انتخاب کے ذریعے برسر اقتدار نہیں آئے بلکہ مارشل لا کی نظر انتخاب میں آ کر وزیر بنے ہیں۔ مگر بایں ہمہ یہ آج اس طرح اظہار خیال فرما رہے ہیں کہ گویا اس گند سے بالکل الگ پاک منزہ تھے اور ہیں۔ صدر صاحب بتائیں کہ قائداعظم کے نظریہ پاکستان اور قرارداد پاکستان میں سنی اسٹیٹس کا تصور کہاں فٹ ہوتا ہے؟ یہی بات اگر اس سے زیادہ محفوظ انداز میں اکبر بگٹی اور اسی قبیل کے دوسرے سیاستدان کہیں تو مرکزی وزیر اطلاعات اخبارات کو گھرکیاں دیتے ہیں کہ وہ انتشار اور ملک دشمن والی سیاست کی باتیں کیوں چھاپتے ہیں۔ اکبر بگٹی سے کہیں زیادہ خطرناک اور پاکستان کو چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں بانٹ دینے والے نظریے کا پرچار سندھ کے سینیئر وزیر کریں تو ان کی تقریریں سرکاری محکمہ اطلاعات سے اشاعت کے لیے بھیجی جائیں۔ یہ کیا اندھیر ہے۔ رنجیت سنگھ کی حکمرانی کے بہت سے لطیفے سُنے جائیں کیا وہ سب سیاسی صداقتیں تسلیم کرائے جائیں گے ــــــ؟

صدر صاحب کبھی اپنے مرکزی اور صوبائی زعماء کو کسی گول میز پر اکٹھا کر کے اپنی حکومت کی سیاسی پالیسی کی حدود تو متعین کر لیں۔ وہ خود کہتے ہیں کہ ۱۹۷۳ء کا آئین برقرار ہے اور قومی وحدت کی علامت ہے اور ان کی ایک صوبائی حکومت کے سینیئر وزیر مطالبہ کرتے ہیں کہ ۱۹۷۳ء کے آئین کو ختم کر دیا جائے۔ عام آدمی سوال کرتا ہے کہ آخر صدر ضیاء الحق صاحب کی حکومت کی پالیسی ہے کیا ــــــ؟ وزراء کی تضاد بیانی سے یوں محسوس ہوتا ہے کہ گویا خود حکومت کی پالیسی یہ ہے کہ سیاسی، نظری اور فکری انتشار بڑھاؤ!

مرکزی وزیر واخلہ اور سندھ کے سینیئر وزیر کورس میں لگا رہے ہیں کہ پرانے سیاست دان میدان چھوڑ دیں اور نئے لوگ ان کی جگہ لیں۔ مگر دونوں یہ نہیں بتاتے کہ طریق کار کیا ہو۔ بڈھے کھوسٹوں کی جگہ نئے لوگوں کے سیاست میں آنے کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں۔ اول تو یہ ہے کہ محمود ہارون اور رسول بخش تالپور اب بوڑھے شمار ہوتے ہیں خود وزارتوں پر براجمان رہیں گے تو نوجوانوں کو حکومت و سیاست میں آنے کا موقع کو ملے گا۔ دوسرا راستہ تو حکومت نے خود بند کیا ہوا ہے۔ وہ راستہ کھولیے یعنی سیاسی سرگرمیوں پر سے پابندی ہٹائیے۔ سیاسی جماعت کو بحال کیجیے اور انہیں فوراً جماعتوں کے اندر انتخابات کرانے کا پابند کیجیے تب ہی پرانے سیاستدانوں کی جگہ نئے سیاستدان لے سکیں گے۔ اس کے سوا سیاسی قیادت کی تبدیلی اور کون سا راستہ ہو سکتا ہے اور دونوں راستے حکومت کو کھولنے ہیں پھر یہ وزراء مخاطب کس سے ہیں؟ اور کس کو بے وقوف بنانا چاہتے ہیں؟

رہی یہ بات کہ "پاکستان کے عوام نچلی سطح کی سیاست چاہتے ہیں" تو یہ کیا تالپور صاحب کو الہام ہوا ہے۔ یا آخر ان کا ذریعہ آگاہی کیا ہے۔ وہ خود منتخب وزیر ہوتے تو سمجھا جاتا کہ وہ عوام کی ترجمانی کا حق رکھتے ہیں۔ غیر منتخب وزیر کی طرف سے یہ بات کہی جائے تو اس کا مفہوم یہ نکلتا ہے کہ بالائی سطح کی سیاست پر چونکہ ہم خود بلا انتخاب مسلط ہیں اس لیے عوام کی خواہش بس اب نچلی سطح کی سیاست ہی کی خواہش کرنی چاہیے۔ اس طرح گویا تالپور صاحب غیر منتخب حکمرانوں کی ترجمانی کر رہے ہیں خواہ وہ صدارت پر ہوں وزارت پر ہوں یا شوریٰ کی سطح پر اور ظاہر ہے کہ اس طبقہ کی خواہشات سے دوام میں رکاوٹ ۱۹۷۳ء کا آئین بنتا ہے۔ اس لیے تالپور صاحب ۱۹۷۳ء کے آئین کا خاتمہ چاہتے ہیں تاکہ نہ آئین رہے اور نہ بالائی سطح کی قیادت کی تبدیلی کے لیے انتخابات کا مطالبہ سامنے آئے۔ بس بالائی سطح پر تا زندگی والا موجودہ خود اختیاری نظام حکومت چلتا رہے اور نچلی سطح پر بلدیاتی اداروں کی منتخب قیادت اور سیاست کا اہتمام ہے۔ گویا اپنا اقتدار برقرار رہے یہ خود غرضی، اقتدار طلبی اور مفاد پرستی کی سیاست نہیں ہے کیا ــــــ؟

قلبِ سلیم ــــــ علامہ اقبالؒ

تم ہو آپس میں غضبناک وہ آپس میں رحیم
تم خطا کار و خطا بیں وہ خطا پوش و کریم
چاہتے سب ہیں کہ ہوں اوجِ ثریا پہ مقیم
پہلے ویسا کوئی پیدا تو کرے قلبِ سلیم

مرکز سے جدائی ــــــ

قوموں کے لئے موت ہے مرکز سے جدائی
ہو صاحبِ مرکز تو خودی کیا ہے؟ خدائی
جو فقر ہوا تلخیٔ دوراں کا گلہ مند
اس فقر میں باقی ہے ابھی بوئے گدائی

ایرانی انقلاب اور روس و امریکہ

ایک اطلاع کے مطابق روس کے تین فوجی اتاشی تہران میں ایران کے اسلامی انقلاب کی تقریب سے اس وقت واک آؤٹ کر گئے۔ جب چوک آزادی میں جلوس کے شرکاء نے روس کا پرچم پیروں تلے روند ڈالا۔ روس اور امریکہ کے پرچم جلوس کے راستے میں ڈال دیئے گئے اور ایک شخص نے روسی سفارت کاروں کے قریب پہنچ کر روس مردہ باد کا نعرہ لگایا جس پر روسی فوجی اتاشی احتجاجاً واک آؤٹ کر گئے۔

یہ واقعہ ظاہر کرتا ہے کہ ایران میں روس کے خلاف نفرت اب امریکہ کی ہمسری کر رہی ہے۔ انقلاب ایران کے آغاز میں کیفیت ایسی نہیں تھی۔ یہ صورت حال بعد میں پیدا ہوئی ہے۔ کیونکہ اس لیے کہ انقلاب ایران کی رونمائی تک جنوبی ایشیا کی طرف روس کی پیش قدمی کے آثار نہیں تھے اور ایران شہنشاہ کی آمریت کے سائے میں امریکی استعمار کے جارحانہ عزائم کی اشاعت کا مرکز بنا ہوا تھا۔ چنانچہ انقلاب ایران کا نظری ہدف امریکہ تھا۔ روس نے ابتداء میں انقلاب ایران کی حمایت کی تاکہ ایک طرف دنیا کے اس مغالطے میں مبتلا ہونے کا امکان رہے کہ ایرانیوں کو روس کی حمایت حاصل ہے اور امریکی استعمار کے خلاف دنیا میں ہر کشمکش روسی تائید و تحریک ہی سے برپا ہو سکتی ہے اور دوسری طرف روسی ایران کو اپنی ہمدردی اور دوستی کا تاثر دینا چاہتے تھے۔

مگر اصل حقیقت یہ ہے کہ ہوس ملک گیری اور اپنے مفادات کا دائرہ وسیع کرنے کی حرص میں روسی استعمار امریکی سامراج سے دو جوتے آگے ہے۔ ایرانی انقلاب نے ایشیا اور خلیج کے علاقے میں امریکہ کے سب سے بڑے مرکز کو تباہ کیا تو روسیوں نے اسے اپنے عزائم کی تکمیل کا ذریعہ سمجھا اور فوراً افغانستان میں جارحانہ یلغار کر دی۔ یہ گویا اس علاقے میں طاقت کے توازن میں گڑبڑ اور خلا کا فطری نتیجہ بھی تھا اور ایرانیوں کے اسلامی انقلاب کو دنیا کے سامنے غیر مؤثر کرنے اور ایرانیوں کو خوف زدہ کرنے کی ایک صورت بھی تھی۔ فوجی جاسوسوں کے ذریعے خلقیوں (افغان کمیونسٹ) کو روس افغانستان میں برسر اقتدار لایا۔ ایران کو روس کے عزائم کا اصل اندازہ اس وقت ہوا کہ جب بنی صدر کو آلۂ کار بنا کر ایران کے خلقیوں (کمیونسٹوں) نے ایران کے اسلامی انقلاب کو کمیونسٹ انقلاب میں بدلنے کی کوشش کی۔

ایرانی انقلاب کو توانا قیادت نے عوام کی پرجوش حمایت سے مسعود رجاوی اور بنی صدر کی کمیونسٹ بغاوت کا سر کچل دیا اور تازہ ترین اطلاع کے مطابق خلقیوں کی ایک اور معاون کمیونسٹ تنظیم پیکار کے ۲۰ رہنماؤں کو بھی گرفتار کر لیا ہے۔ گویا ایران میں کمیونسٹ اور ان کی مختلف ناموں سے الگ الگ تنظیمیں بنائے ہوئے ہیں۔ مگر ایرانی اسلامی انقلاب کو نابود کرنے میں متحد ہیں۔ ظاہر ہے کہ ان کی پشت پناہ قوت روس ہے۔ چنانچہ اب ایران میں روس کو امریکہ ہی کے درجے کا سامراج تسلیم کیا جاتا ہے اور روسی و امریکی پرچموں کا بیک وقت روندا جانا گویا حقیقت سے اس پہنچنے اور فرازکی علامت ہے۔

روزنامہ جسارت کراچی

حیرت کدہ

کمپیوٹر کے ذریعے قرآن مجید پر ریسرچ

یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ اس بیسویں صدی میں جتنی ایجادات اور دریافتیں ہوئی ہیں وہ پچھلی سو سالوں میں نہیں ہو سکیں اور اس صدی کی سب سے اہم دریافت جو ہیری ایٹمی توانائی اور ٹیکنالوجی اور سائنس سے اہم ایجاد کمپیوٹر مانا جاتا ہے کمپیوٹر کے کارنامے ... اپنی جگہ حقیقت میں ایسی ایسی حیرت انگیز باتیں ... سامنے آ رہی ہیں کہ انسانی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ مثلاً کمپیوٹر کے ذریعے ٹائپ رائٹر بنایا جا رہا ہے جو حرف سن کر ٹائپ کر سکتا ہے۔ کمپیوٹر کے ذریعے پوری تحریریں پڑھنے کا کام جاری ہے جو نابینا کے لیے ہوں گی۔ تفصیل اس کام میں کسی وقت سامنے آئے گی۔ کمپیوٹر ہی کے ذریعے کئی ملکوں میں ٹریفک کنٹرول کیا جا رہا ہے۔ اور دفتری کاموں اور حساب و کتاب میں اس کا جواب نہیں۔

مصر کے ایک مشہور کیمسٹری ڈاکٹر رشاد خلیفہ الیکٹرانک آلات کے ذریعے قرآن کریم میں ریسرچ کر رہے ہیں۔ اس سلسلے میں ان کی ریسرچ کے نتائج حیرت انگیز ہیں۔ ان کی ریسرچ کے چند نتائج یہاں لکھے جا رہے ہیں۔

۱۔ آیت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۱۹ حروف پر مشتمل ہے۔ لفظ اسم قرآن میں ۱۹ بار آیا ہے۔ اور بسم ۱۹ بار آیا ہے۔ کمپیوٹر کے ذریعے مطالعہ قرآن سے یہ انکشاف ہوا ہے کہ لفظ اسم کے تکرارات کی تعداد بسم کے تکرارات کی تعداد ہے ۵۷۔ قرآن میں لفظ الرحمٰن ۵۷ بار آیا ہے اور یہ عدد ۱۹×۳ کا حاصل ضرب ہے۔ یعنی ۵۷

۲۔ کمپیوٹر کے ذریعے قرآن حکیم کا مطالعہ کرنے سے غالباً جو سب سے اہم انکشاف ہوا ہے وہ یہ کہ قرآن کی اولین آیت کا ہر لفظ جتنی بار قرآن میں آیا ہے وہ عدد ۱۹ سے تقسیم ہوتا ہے۔ کمپیوٹر کے ذریعے ان حروف کے حسابات کا کام جاری ہے۔

اللہ کے مقبول حکمران

احمد شاہ ولی بہمنی

آج سے کوئی ساڑھے پانچ سو برس پہلے ۱۴۲۲ء میں دکن کی عظیم الشان بہمنی سلطنت کا فرمانروا احمد شاہ بہمنی ہوا۔ جسے مؤرخین نے احمد شاہ ولی بھی لکھا ہے وہ صوم و صلوٰۃ اور شعائر اسلامی کا پابند اور حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز کا مرید تھا۔ اس کے تخت نشینی کے ابتدائی سالوں میں امساکِ باراں کی وجہ سے شدید قحط ہوا مسلمان اور ہندو رعایا نے اپنے اپنے دین و دھرم کے مطابق بہت دعائیں کیں لیکن بارش نہیں ہوئی سوئے اتفاق کہ جب دوسرے سال بھی بارش نہیں ہوئی تو لوگ احمد شاہ کو منحوس خیال کرنے لگے کہ اس کے زمانہ فرمانروائی میں یہ مصیبت نازل ہوئی ہے۔ عوام کی یہ باتیں سن کر احمد شاہ دل گرفتہ و شرمسار ہوتا تھا آخر کار اس کی شان بندگی جوش میں آگئی اور ایک جمعہ کو نماز جمعہ کے بعد وہ خود تمام نمازیوں کے ساتھ جلوس کی قیادت کرتا ہوا برہنہ سر برہنہ پا شہر سے باہر جنگل میں ایک پہاڑی پر گیا اور وہاں تب اس نے استغفار و ذکر کے بعد ایک طویل سجدے میں خدا کے حضور رو رو کر اور گڑگڑا کر دعا مانگی مانگتا رہا تا آنکہ باری تعالیٰ کے عفو و کرم کا ظہور ہوا۔ بادلوں کی گھٹائیں گھر آئیں اور جوش رحمت سے ایسی موسلا دھار بارش ہوئی کہ بادشاہ وہیں بیٹھا پانی میں بھیگ گیا اور بھیگتا ہوا رب کریم کی حمد و ثنا کرتا ہوا گھر آیا اس دن سے لوگوں نے اسے احمد شاہ ولی کہنا شروع کیا۔

اردو کے توپچی

تجزیہ — سلمان بٹ

ڈاکٹر سید عبداللہ

ڈاکٹر صاحب آج کل "اردو نگر" میں رہائش رکھتے ہیں۔ اصولاً انہیں ریٹائرڈ زندگی بسر کرنی چاہئے تھی لیکن وہ ریٹائرڈ ہونے کے قائل نہیں ہیں۔ چنانچہ اُن کا زندگی گزارنے کا انداز اب بھی بہت مصروف ہے اور وہ اُردو کے پودے کی آبیاری میں آج بھی اسی طرح مصروف ہیں جیسے پہلے تھے۔

ڈاکٹر صاحب اورینٹل کالج میں اُستاد مقرر



ڈاکٹر سید عبداللہ

ہونے سے پہلے لائبریرین تھے۔ اسی دوران انہیں ہر قسم کی کتابیں پڑھنے کا موقع ملا۔ سنا گیا ہے کہ انہوں نے ساری کی ساری لائبریری چاٹ ڈالی تھی۔ چنانچہ وہ جو مضامین لکھتے ہیں وہ علمیت کے بوجھ سے اتنے بھاری ہوتے ہیں کہ گدھے کی کمر بھی توڑ سکتے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب کو تین چیزوں سے عشق ہے میر، اقبال اور اردو۔ وہ اپنے طالب علموں سے اکثر کہا کرتے تھے "بھائیو! میں تو میرائی ہوں، میرائی"۔ اسی طرح وہ جیتا اقبالی ہونے کا بھی اقبال کرتے ہیں۔ اردو زبان کے لئے انہوں نے بڑی کٹھن لڑائیاں لڑی ہیں۔ اردو کے حق میں انہوں نے اتنے جلوس نکالے ہیں کہ خود اردو زبان کا جلوس نکل گیا۔ اسی اردو کی بدولت انہوں نے پوری بستی "اردو نگر" کے نام سے آباد کروالی جس میں اُن کی شاندار کوٹھیاں ہیں جن میں ہر وقت اُردو ادب کی ترویج و اشاعت کا کام ہوتا رہتا ہے۔

ڈاکٹر صاحب اوائل جوانی ہی سے ثقل سماعت کے مرض کا شکار ہو گئے۔ چنانچہ اُونچا سنتے ہیں۔ لیکن بات مطلب کی ہو تو نیچا بھی سن لیتے ہیں۔ جس بات کو نہ سننا چاہیں اُسے آلۂ سماعت کی مدد سے بھی نہیں سنتے۔

وہ گزشتہ کئی سال سے یونیورسٹی میں انسائیکلوپیڈیا آف اسلام کی ترتیب و اشاعت کا کام کر رہے ہیں۔ چند ایک جلدیں نکال بھی چکے ہیں لیکن کام چونکہ نہایت احتیاط کا ہے اس لئے ڈاکٹر صاحب اس رفتار پر چل رہے ہیں جو کچھوے کو سلو موشن میں دکھانے سے حاصل ہوتی ہے۔

ڈاکٹر صاحب جس انداز سے یہ انسائیکلوپیڈیا مرتب کر رہے ہیں اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابھی اس کام کی تکمیل میں کئی پشتیں درکار ہوں گی۔ جناب مرزا ہادی علی بیگ واثق رامپوری کی وفات نے اس کام کو اور بھی مشکل بنا دیا ہے کیونکہ مرزا صاحب ہی انسائیکلوپیڈیا کی زبان کی تصحیح کرتے تھے۔ بظاہر تو وہ محض پروف ریڈر تھے لیکن بباطن سارا کام انہی نے سنبھالا ہوا تھا۔ اب ڈاکٹر صاحب کسی ایسے ہی پڑھے لکھے فاضل شخص کی تلاش میں ہیں۔

ڈاکٹر صاحب بطور نقاد اُردو ادب میں ایک نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ ان کا انداز نہایت عالمانہ، سلجھا ہوا اور حوالوں سے بھرا ہوا ہوتا ہے۔ ان کے مضامین پڑھ کر انسان ان کی بالغ نظری اور وسیع مطالعے کا قائل ہو جاتا ہے۔ اگرچہ انہوں نے تنقید کے میدان میں کوئی اجتہادی نظریات تو پیش نہیں کئے تاہم انہوں نے ادب کی افہام و تفہیم کا کام بہت آسان کر دیا ہے۔

ڈاکٹر عبادت بریلوی

بریلی کے رہنے والے ہیں۔ لُٹے ہوئے باشندوں سے گھبرا کر پاکستان چلے آئے۔ گھنگھریالے بال، لمبا قد (زیادہ لمبا بھی نہیں) رنگ گندمی اور پکے



ڈاکٹر عبادت بریلوی

درمیان، خالص اہلِ زبان کے لہجے میں گفتگو کرتے ہیں۔ فنِ تنقید کے "ماہرین" میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ ایک ہی بات کو پچاس مختلف طریقوں سے ادا کرنے کے حیرت انگیز فن کے ماہر ہیں۔ چنانچہ ان کے مضامین کی ماہری کرتے ہیں طالب علم بہت سہولت محسوس کرتے ہیں۔ ایک طالب علم نے "جدید اُردو شعراء" پر اُن کی ضخیم کتاب کا خلاصہ صرف بارہ صفحات میں کر دیا تھا۔ ان کی دوسری کتابوں کے بھی خلاصے ہو سکتے ہیں۔

اورینٹل کالج کے پرنسپل کی حیثیت سے ریٹائر ہونے کے بعد نسبتاً خاموش زندگی گزار رہے ہیں۔ کالج کی ملازمت کے دوران ڈاکٹر وحید قریشی سے اکثر ان کا دنگل ہوتا رہتا تھا۔ ایک بار دنگل کے دوران قریشی صاحب تھک کر اُن کے اوپر گر گئے۔ وہ اللہ کو پیارے ہو جاتے تھے کہ حاضرین میں سے تقریباً دو سو افراد نے قریشی صاحب کو کھینچ کر الگ کیا۔ بعد میں دونوں حضرات کو چند دن ہسپتال میں گزارنے پڑے۔ سنتے ہیں کہ وہاں بھی ان کی نوک جھونک جاری رہی اور ہسپتال کا عملہ تنگ پڑ گیا اور انہیں زبردستی ڈسچارج کیا گیا۔

عبادت صاحب ادبی حلقوں میں صرف اسی صورت میں جاتے ہیں کہ انہیں بطور صدر مدعو کیا جائے۔ تعارفی تقاریب میں بھی عموماً صدر کی حیثیت سے پائے جاتے ہیں۔ یار دوستوں نے انہیں "زیرِ رو صدر" کی حیثیت سے رکھا ہوا ہے۔ جہاں کوئی اور صدر دستیاب نہ ہو جھٹ عبادت صاحب کو بلا لیا جاتا ہے۔ چنانچہ اب صدارت کرنا ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل بن گیا ہے (دائیں ہاتھ سے اور بہت کچھ کرتے ہیں)

ڈاکٹر صاحب کسی زمانے میں ترقی پسند کہلاتے تھے لیکن وہ غالباً ان کی ذہنی ناپختگی کا دور تھا۔ شعور پختہ ہونے پر انہوں نے ترقی پسندی کی کمر پیلات ماردی۔ گویا ترقی پسندی کی کمر عاجز ہی کی قدر تھی۔

ڈاکٹر صاحب ایک پرسکون گھریلو زندگی بسر کر رہے ہیں۔ پسند کی شادی جتنی راس آئی ہے کاش سجاد باقر رضوی کو بھی اتنی ہی راس آتی۔ بہرحال ہم ان کی پرسکون زندگی پر رشک کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔

ڈاکٹر وحید قریشی

پچاس پچپن سال عمر، تبسم فرما چہرے پر ایک معصومانہ مسکراہٹ، گفتگو علمی اصطلاحات سے پاک جس میں ملکے سے مزاح کی آمیزش ہوتی ہے، "شیرانہ شان و شوکت" کے عادی، پنجاب کے دیہات کا نمائندہ رنگ ڈھنگ، بے تکلف اور یاروں کے یار، یہ ہیں ڈاکٹر وحید قریشی۔

ڈاکٹر وحید قریشی کو دیکھتے ہی احساس ہوتا ہے کہ وہ ایک فرد نہیں ہیں بلکہ پوری انجمن ہیں۔ (انجمن کو بعض کاتب انجمن نہ لکھ دے ہم ڈاکٹر صاحب سے پہلے ہی معذرت کر لیتے ہیں) طور فرماتے کہ انجمن میں اکثر ہوتا کیا ہے۔ کئی شعبے، کئی جھگڑے، کئی پروگرام، کئی باتیں۔ ڈاکٹر صاحب کو آپ اورینٹل کالج میں جا کر ملیے، آپ کو فوراً ہی ان سب باتوں کا احساس ہونے لگے گا۔

ڈاکٹر صاحب کسی زمانے میں جب رستم سائیکل پر سوار کالج آیا کرتے تھے تو رستم سائیکل بہت مضبوط تھی۔ جوں ہی ڈاکٹر صاحب نے سائیکل چھوڑ کر سکوٹر خریدا، رستم سائیکل کمپنی کو خسارہ ہونا شروع ہو گیا۔ چنانچہ کمپنی نے فوراً شہر کی بڑی بڑی سڑکوں پر بورڈ لگا دیے جن پر ایک ہاتھی کو سائیکل کی سواری کرتے دکھایا گیا تھا۔

ڈاکٹر صاحب ادبی حلقوں سے گریز کرنے کے باوجود حیدرمن پارٹی میں مزید پہنچ جاتے ہیں۔ شاید اس لئے کہ یہ پارٹی سال بھر صرف ایک بار ہوتی ہے اس پارٹی میں لوگوں کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ ساری بات مل جائے لیکن ڈاکٹر صاحب بھی پیچھے رہنے والے نہیں۔ وہ جو بات کہتے ہیں وہ لوگوں کے لئے قابل توجہ ہوتی ہے ... مشکور حسین یاد کے پائوں اکھڑ گئے۔ تب سے مشکور حسین یاد کسی حیدرمن پارٹی میں نہیں



ڈاکٹر وحید قریشی

نہیں دیکھے گئے۔

ڈاکٹر عبادت بریلوی کے دور میں کچھ عرصہ ان کے ساتھ لگے رہے۔ ایک طرح کے حبس کا شکار رہے۔ شہباز ملک بھی ان کی گود میں بیٹھے رہے لیکن اب ڈاکٹر وحید قریشی کھلی فضا میں سانس لیتے ہیں اور شہباز ملک کے بھی پر نکل آئے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب بنیادی طور پر محقق ہیں۔ لیکن تنقید اور شعر و شاعری میں بھی ایک نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ ان کی بڑی اچھی عادت یہ ہے کہ وہ کسی کتاب کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار کرنے سے پیشتر اُسے ضرور پڑھ لیتے ہیں۔ خدا کرے باقی نقاد بھی ایسا ہی کریں۔

ڈاکٹر صاحب تقریباً تیس کتابوں کے مصنف و مؤلف ہیں۔ یہ کتابیں اردو اور پنجابی دونوں میں ہیں۔ انہوں نے بے شمار کتابوں کے "دیباچے" لکھے ہیں۔ یوں تو اس میدان کے مردِ میدان کئی ہیں لیکن ڈاکٹر صاحب دیباچے لکھنے سے پہلے کتاب بھی پڑھتے

ڈاکٹر وزیر آغا

لمبا قد، چھریرا جسم، سر پر پی کیپ، دیکھنے میں چہرے سے مادے کے پرستار لگتے ہیں حالانکہ دراصل بچے مسلمان ہیں۔ ہاتھ میں سفری بیگ۔ ڈاکٹر وزیر آغا لاہور والوں کے لئے ایک جانی پہچانی شخصیت ہیں۔ رہائش سرگودھا میں ہے لیکن عموماً لاہور میں پائے جاتے ہیں۔ لاہور کے ادیب، شاعر حضرات کے ساتھ اکثر و بیشتر کسی اعلیٰ ریستوران میں نظر آتے ہیں۔ بل ہمیشہ خود ادا کرتے ہیں۔ ان کا نمک کھانے والے بعد میں عموماً نمک حرام ثابت ہوتے ہیں۔

جدید اُردو ادب میں دبستانِ سرگودھا کے بانی ڈاکٹر وزیر آغا نے "اردو شاعری کا مزاج" جیسی کتاب لکھ کر بہت شہرت حاصل کی۔ جدید تنقید میں یہ کتاب اہم دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے اردو ادب میں کئی جہتوں سے اپنا سکہ منوایا ہے۔ وہ شاعر، نقاد، انشائیہ نگار، مزاح نگار ہونے کے ساتھ اعلیٰ ذوق رکھنے والے مدیر بھی ہیں۔ ان کی تخلیقات کو بنیادی آہنگ کلاسیکی ہونے کے ساتھ ساتھ ان کا مزاج جدید ہے۔ انہوں نے اپنی تنقید کے ذریعے اُردو ادب کو نئے دستور سے روشناس کیا ہے۔ آغاز میں مولانا صلاح الدین احمد کے رسالہ "ادبی دنیا" کے شریک مدیر بھی رہے۔ ڈاکٹر صاحب کی تنقید کا پُرخلوص اردو موثر لہجہ نیز ان کا حسنِ ارادت مولانا ہی کی عطا ہے۔ "اُردو ادب میں طنز و مزاح" ان کی ایک اور معرکۃ الآرا کتاب ہے۔ حال ہی میں ڈاکٹر صاحب کی طویل نظم "آدھی صدی کے بعد" کتابی شکل میں آئی ہے۔

وہ نہایت دھیمے لیکن منطقی لہجے میں گفتگو کرتے ہیں۔ اپنے دشمنوں کے بارے میں انتقامی رویہ نہیں رکھتے۔ مخالف گروہ کی تہمتیں بڑے دل گردے سے برداشت کرتے ہیں اور ہر بات کا دلیل سے جواب دیتے ہیں۔ ان کی شرافت کے قائل ان کے دشمن بھی ہیں۔

نصف نازک کے حق میں بہت جلد دستبردار ہو جاتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کا کمال یہ ہے کہ کوئی

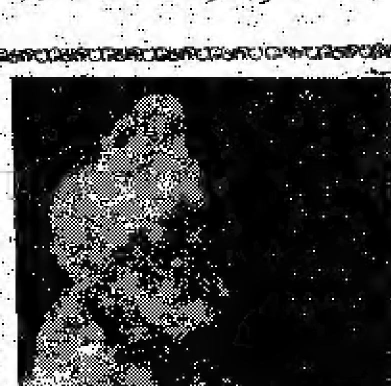


ڈاکٹر وزیر آغا

بھی خاتون ان کے نام سے منسوب نہیں کی جاتی۔ جیسے پروین شاکر کا نام لیتے ہی ذہن میں فوراً احمد ندیم قاسمی کا نام آتا ہے اور انجم جاوید کے ساتھ عطا الحق کا۔ ڈاکٹر صاحب کا خیال آتے ہی ڈاکٹر انور سدید، غلام جیلانی اصغر، مشتاق قمر، جمیل آذر اور سرگودھا کے سلیم آغا قزلباش ذہن میں آ جاتے ہیں۔ مخالفین کے طور پر مشکور حسین یاد اور ڈاکٹر سلیم اختر کے چہرے دھیان میں ابھرتے ہیں۔ مشکور حسین یاد انہیں انشائیہ نگار تسلیم نہیں کرتا اور ڈاکٹر سلیم اختر ان کی تنقید پر تنقید کرتے ہیں۔ ویسے آپس کی بات ہے کہ کچھ عرصہ پہلے ڈاکٹر سلیم اختر ڈاکٹر صاحب کا مداح تھا۔ ذاتی اختلافات الجھ کر ادبی اختلافات بن گئے لیکن یہ تو محض ایک پردہ ہے۔ اصل بات ذاتیات ہی کی ہے۔

اختر انصاری اکبر آبادی

تحریر: شیر افضل جعفری



پچھلے دنوں جنگ میں اختر انصاری اکبر آبادی کے اعزاز میں ایک تقریب منعقد ہوئی تھی۔ اسی میں جنگ کے رنگ شاعر حضرت افضل جعفری نے مضمون پڑھا تھا۔

کا روپ رنگ جو کرتا تھا۔

پیپلز ہوٹل اور ... کے پانچ بازو کا ہیرو ہے۔

اختر انصاری نے سندھ کے سوندھے سونے ...

اختر انصاری اکبر آبادی ادب بڑی ...

اختر انصاری اردو کی ...

ادب و ثقافت

ترتیب: سجاد حیدر

تازہ بتازہ، نو بہ نو

پاسباں مل گئے کعبے کو

معلوم ہوا ہے کہ مشہور شاعر و علامہ سیماب اکبر آبادی کا منظوم ترجمۂ قرآن مجید عنقریب شائع ہو رہا ہے۔ سا ہیں کی کتابت و طباعت کے لیے ایک اعلیٰ [illegible] ساٹھ ہزار روپے کا عطیہ دیا ہے۔ یہ رقم ظاہر ہے سود کی اس رقم سے ادا ہو گی جو کسی نیک کام کے لیے ہی ناجائز ہو جاتی ہے۔

ادبِ عالیہ اور مکتبۂ عالیہ

گزشتہ سے پیوستہ حلقۂ ارباب ذوق کی صدارت ملک کے ممتاز دانشور سید اسعد گیلانی نے کی۔ کے ایک تنقیدی اجلاس میں مظہر اختر نے اپنی غزل تنقید کے لیے پیش کی۔ غزل پر تنقید کرتے ہوئے پروفیسر عبدالغنی فاروق نے کہا کہ غزل سطحی ہے اس میں کوئی ارفع خیال نہیں۔ ایسی غزلیں کبھی بھی ادبِ عالیہ کا حصہ نہیں بن سکتیں۔ یہ سن کر ایک ستم ظریف نے کہا کہ یہ بالکل درست ہے کہ اس غزل کا تعلق ادبِ عالیہ سے تو کسی طرح نہیں بنتا۔ لیکن مکتبۂ عالیہ سے ضرور بنتا ہے واضح رہے کہ مکتبۂ عالیہ لاہور میں کتابوں کا ایک کاروباری ادارہ ہے۔

روشن لوگوں کی کالی نظمیں

آجکل امجد اسلام امجد اپنے دوست دوستوں کی نظموں کا ایک انتخاب مرتب کر رہے ہیں۔ اس کا نام انہوں نے روشن لوگوں کی کالی نظمیں رکھا ہے۔ واضح رہے کہ اس سے پہلے امجد صاحب اپنے کالے لوگوں کی روشن نظمیں شائع کر چکے ہیں۔

"ساز سخن بہانہ ہے"

ممتاز شاعرہ ادا جعفری کا ایک شعری مجموعہ ساز سخن بہانہ ہے ان دنوں ترتیب و طباعت کے مراحل طے کر رہا ہے۔

خیال ہے کہ جلد شائع ہو جائے گا۔ واضح رہے کہ یہ ان کا چوتھا شعری مجموعہ ہو گا۔ اس سے قبل ان کے تین شعری مجموعے "میں ساز ڈھونڈتی رہی"، "شہر درد" اور "غزالاں تم تو واقف ہو" شائع ہو چکے ہیں۔

رائٹرز گلڈ کا انجام

محمد طفیل صاحب نے "نقوش" کے ذریعے ادب کی بہت بڑی خدمت کی ہے۔ اب کچھ عرصے سے انہوں نے گلڈ کے سیکرٹری جنرل کی حیثیت سے ادیبوں کی خدمت بھی شروع کی ہے لیکن بعض ادیبوں کو ان کی خدمت پر سخت اعتراض ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ محمد طفیل ادیبوں کی خدمت کی آڑ میں مسلسل اپنی خدمت کیے جا رہے ہیں۔ چاہیے کوئی آدمی جو دوسروں کی خدمت کے پردے میں اپنی خدمت کرے اس کو کوئی ذمہ دار عہدہ کیسے دیا جا سکتا ہے؟ اول تو یہ محض الزام ہے اس کی صحت کا ثابت مشکل ہے۔ دوم اگر یہ ثابت بھی ہو جائے تو یہ کون سی قباحت ہو گی۔ آخر عہدہ حاصل کیوں کیا جاتا ہے؟ اگر شعبے کے ذریعے عہدیدار کے دو چار کام آسانی سے بن جاتے ہیں تو کون سی قابل اعتراض بات ہے۔ اصل بات تو یہ ہے کہ کسی کی دل آزاری نہ کی جائے، کسی کو تکلیف نہ پہنچائی جائے۔ [illegible] محمد طفیل نے جب گلڈ کو کسی شعبے کا مرتبہ نہیں دیا کسی کی دل آزاری نہیں کی۔ [illegible]

[illegible]

عنبر نیاز کا نے گلڈ کے خلاف بیان دے کر گلڈ کا یا محمد طفیل کا نہیں بلکہ خود اپنا نقصان کیا ہے اور وہ اکثر اپنا

نقصان کرتے رہتے ہیں۔ کیونکہ انہیں پیشہ ور آدمیوں کا اپنا خراب کرنے کا شوق کچھ زیادہ ہی ہے۔ ایسا بھلا ہوا دیکھئے کہ [illegible] نے جوش ملیح آبادی کے بارے میں ایک محفل میں فرمایا کہ:

"میں جب بھی کراچی جاتا ہوں جوش ملیح آبادی کو دیکھ کر بہت خوش ہوتا ہوں اور ان سے خوشی کی وجہ پوچھتا ہوں جو ہو جاتا ہے؟"

ایک موصوف نے شان الحق حقی صاحب سے شاعری کے بارے میں سوال کیا۔ جواب میں کہنے لگے:

"شان الحق حقی کا نام تمہیں مرتبہ با آواز بلند لیا ہو تو تمہیں خود معلوم ہو جائے گا کہ وہ کتنے شاعر بھی ہیں۔"

ایک انٹرویو کے دوران اُن سے کہا گیا کہ کوئی نا پسندیدہ ترین لطیفہ سنائیں۔ بتانے لگے:

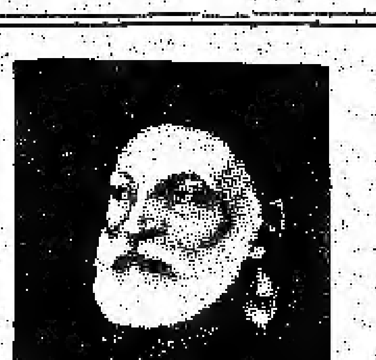
"حفیظ جالندھری ڈاکٹر کے پاس گئے اور کہا کہ مجھے کل سے سر میں سخت درد ہو رہا ہے، کوئی دوا دیں۔ ڈاکٹر نے مشورہ دیا: حفیظ صاحب دو ماہ تک آرام کیجیے۔ اگر آپ کچھ عرصے کے لیے ذہنی کام کرنا چھوڑ دیں۔ حفیظ جالندھری نے کہا کہ "بھئی مسئلہ یہ ہے کہ آج کل شاہنامہ لکھ رہا ہوں۔" ڈاکٹر نے کہا: "وہ بے شک کرتے رہیں۔"

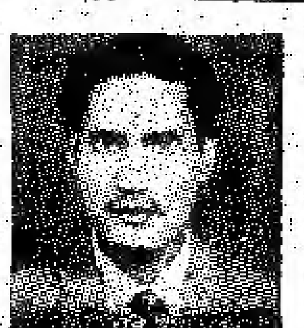
عنبر نیازی کے بعض واقعات سے تو یہی محسوس ہوتا ہے کہ وہ صورت اکثر ذہن پر موجود ہی رہتی ہے۔ ایک صاحب نے قصہ سنایا کہ وہ لاہور کے ایک چوک سے گزر رہے تھے کہ دیکھا عنبر نیازی ایک ٹیکسی ڈرائیور سے جھگڑ رہے ہیں قریب پہنچ کر ماجرا دریافت کیا تو ٹیکسی ڈرائیور تقریباً رو کر کہنے لگا کہ صاحب انہوں نے (عنبر نیازی) صرف پچیس روپے دیئے اور کہا ٹیکسی کو اس چوک کے گرد اس وقت تک چکر دیتے رہو جب تک میٹر میں پچیس روپے نہیں ہو جاتے۔ اور صاحب ابھی تک پچیس روپے بھی نہیں بنے ہیں اور مجھے چکر آنے لگے ہیں۔ اور ان کا اصرار ہے کہ معاہدہ طے ہو چکا ہے۔ اس کی خلاف ورزی برداشت نہیں کی جائے گی۔

ان لطائف اور واقعات کی روشنی میں محمد طفیل صاحب کو عنبر نیازی کی کہانیوں کا کوئی نوٹس نہیں لینا چاہیے۔ وہ جو کچھ کہتے ہیں یہی کرتے رہیں۔ آخر گلڈ کا کسی دکھ کے ساتھ ان کے اپنے مرحوم کو تھا یہ ہے اور کیا خوب ہو اگر یہ فریضہ طفیل صاحب ہی ادا کریں۔



شاعرِ انقلاب جوش ملیح آبادی پچھلے دنوں کراچی میں انتقال فرما گئے
تفصیلات اگلے شمارہ میں ملاحظہ کیجئے۔





غالب کی غزل	اسیر عابد کا پنجابی ترجمہ
اپنا احوالِ دلِ زار کہوں یا نہ کہوں ہے حیا مانعِ اظہار کہوں یا نہ کہوں	دُکھی دل نوں کیہ بن گئیاں آکھاں یا نہ آکھاں وچ پردے کیہڑے کھوہ ڈُونگھاں آکھاں یا نہ آکھاں
نہیں کرنے کا میں تقریر ادب سے باہر میں بھی ہوں محرمِ اسرار کہوں یا نہ کہوں	گھنڈ حیا دا لاہندا نئیں میں اکھن وچ کجھ میں وی میں وی جاناں اِک دو گنڈیاں آکھاں یا نہ آکھاں
شکوہ سمجھو اسے یا کوئی شکایت سمجھو اپنی ہستی سے ہوں بیزار کہوں یا نہ کہوں	بھانویں جان اُلاہماں ایہنوں بھانویں گلہ بھر لئے اپنی ہوند توں تنگ آں آکھاں یا نہ آکھاں
دل کے ہاتھوں سے کہ ہے دشمنِ جانی اپنا ہوں اک آفت میں گرفتار کہوں یا نہ کہوں	دل دے ہتھوں جیہڑا اپنا ہو گیا اے جاناں ویری ایہہ کیہڑی پھڑلی پھڑیاں آکھاں یا نہ آکھاں
میں تو دیوانہ ہوں اور ایک جہاں ہے غماز گوش ہیں در پسِ دیوار کہوں یا نہ کہوں	میں تے جھلا جھلا دنیا کھلوں ٹھارے بنا بندی کنوں کن پچھوکڑ کندھاں آکھاں یا نہ آکھاں
آپ سے وہ مرا احوال نہ پوچھے تو اسد حسبِ حال اپنے پھر اشعار کہوں یا نہ کہوں	اسد اللہ جے آپ ای میری حالت نہ پچھے کوئی شعراں اندر حال فقیراں آکھاں یا نہ آکھاں

[illegible]

تحریر: سید خالد جامعی

فیض سے احمد فیض کی شاعری سے زیادہ ان کی شخصیت اور شخصیت سے زیادہ ان کی اردو اور عربی دانی ادبی حلقوں میں شروع سے متنازعہ رہی ہے۔ وہ آغاز سے شعر کہتے ہیں یا دی رہے ہیں لیکن ادھر کچھ عرصے سے یہ عادت تقریباً ختم ہو کر رہ گئی تھی اور اس کا سبب ہر کہ تکبیر کے الفاظ میں نثرت شہرت نوشی ہے۔ لیکن جب سے فیض نے خود کو غریب الوطن بنا لیا ہے ان کی شاعری نے انگڑائی لے کر آنکھیں کھول دی ہیں۔ فیض کا تازہ مجموعہ "سر وادی سینا" [illegible] اس میں شامل منظومات کی بعض فاحش اغلاط نے فیض کے گرد اردو و ادب جو محنت سے پھیلایا تھا اب مشتبہ ہو گیا ہے۔ مثلاً ادبی حلقوں کا کہنا ہے کہ فیض بھرتے ہیں۔ لیکن ان کے دوست اسے جھوٹ کہتے تھے لیکن تازہ ترین جھوٹ ہر اس کتاب کے صفحہ ۲۱ پر فیض کی ایک نظم "دلِ من مسافرِ من" ہے جس کا انتظار اور دن ملامت ہے۔ جو ۱۹۶۹ء قریب ہے۔ حالانکہ [illegible] "سر وادی سینا" میں صفحہ ۴۹ پر [illegible] بغداد کے دوران [illegible] ۱۹۶۷ء تحریر ہے۔ فیض کے قارئین کو فیض کے بارے میں حسن ظن رکھنا چاہیے اس لیے کہ [illegible] اور رقم فیض کی جہاں انگریزی زبان پر دسترس کیسے ہے، وہاں عربی اور فارسی کے بھی فیض کی مطبوعہ تحریروں میں عام طور پر کتابت کی غلطیاں نہیں ہوتیں۔ لیکن پھر بھی وہ کتابت کی غلطیاں سمجھی جاتی ہیں۔

اسی طرح صفحہ ۳۲ پر آخری تین مصرعے بھی فیض کی ایک مطبوعہ نظم سے ماخوذ ہیں اور کہا جاتا ہے کہ یہ خود فیض کو بھی معلوم نہیں۔ اسی کتاب کے

صفحہ ۶ پر فیض کی ایک اور غزل ہے جو اس سے قبل ان کے دوسرے مجموعے "شام شہر یاراں" کی زینت بن چکی ہے لیکن فیض نے دوبارہ شائع کر دیا ہے۔ عقلمند کو اشارہ کافی ہے۔ [illegible]

[illegible]

میں۔ تو ایک غزل کتاب کی تصحیح و ترتیب کے لیے بھی رکھ لیتے۔ لیکن سنا ہے کہ فیض اسے اپنے خرچ پر مرات یہ واقع سمجھتے ہیں فیض صاحب کے لیے شاید یہ خبر پرانی ہو۔ [illegible]

[illegible]

مرغِ بسمل کی مانند شب تلملاتی
افق تا افق
صبح کی سرخ بیداری کا انتظار ...

[illegible]

ایسے چھپی [illegible] تفصیل ان لوگوں کی کی ہو تی۔

مختصر مختصر اشتہارات

ضرورت رشتہ

پاکستان کے پنجابی راجپوت سنی العقیدہ تعلیم یافتہ برسرروزگار لڑکے کے لئے مناسب رشتہ عمر ۲۵ سال تک مطلوب ہے۔ اسی خاندان کی لڑکی تعلیم بی اے مقیم پاکستان کے لئے بھی رشتہ مطلوب ہے۔ جواب تفصیلاً دیں
MR. RAI, C/O AL-HILAL.

•

مانٹریال میں مقیم ۲۲ سالہ شریف خاندان کے لڑکے کیلئے رشتہ مطلوب ہے۔ تفصیل کے خط لکھئے یا فون پر رابطہ قائم کیجئے
A. ALI
3910 LINTON #12
MONTRIAL, P.Q., H3S 1T4,
(514) 324-3674

•

امریکہ میں مقیم ۲۸ سالہ قبول صورت طلاق یافتہ پاکستانی خاتون کے لئے انجینئرنگ لڑکے کا رشتہ مطلوب ہے۔ تفصیلات کے لئے خط یا فون کے ذریعے رابطہ قائم کیجئے
A.M. (613) 549-5870
19-MACPHERSON AV. UNIT #6,
KINGSTON, ONT., K7M 6W4

"سوہنی دھرتی"

"سوہنی دھرتی" لاس اینجلس میں نشر ہونے والا پہلا، واحد اور سو فیصدی پاکستانی ریڈیو پروگرام ہے۔

"سوہنی دھرتی" میں پاکستانی نغموں اور پاکستان ٹی وی کے مزاحیہ پروگراموں کے علاوہ ادب و شاعری، تہذیب و ثقافت اور اہم مذہبی و قومی موضوعات پر تبادلۂ خیال بھی شامل ہے۔

"سوہنی دھرتی کے مہمان" کے عنوان سے تبادلۂ خیالات کا ایک خصوصی پروگرام بھی وقتاً فوقتاً نشر کیا جاتا ہے۔

محترمہ منیر جہاں (منیر آپا) اور خالد بیگ یہ پروگرام ہر منگل کو رات نو سے دس بجے تک پیش کرتے ہیں۔

مزید تفصیلات کیلئے فون کیجئے:
213-399-7005 OR
213-748-2005

مختصر اشتہارات کا معاوضہ صرف ۵ ڈالر ہے جبکی پیشگی ادائی ضروری ہے۔

پاکستانی بھائیوں سے اپیل

ایک مسلمان بھائی جن کے تین معصوم بچے ہیں گزشتہ ڈیڑھ سال سے کینسر کے موذی مرض میں مبتلا ہیں۔ ڈاکٹروں نے مرض کو لاعلاج قرار دیا ہوا ہے لیکن ایک محسن ڈاکٹر کی نگرانی میں خاص قسم کی ادویات اور وٹامن کے استعمال سے اب تک زندہ ہیں۔ بدقسمتی سے یہ ادویات اور وٹامن کینیڈا کے سرکاری ڈرگ پلان سے منظور شدہ نہ ہونے کے باعث یہ ادویات ذاتی اخراجات سے خریدی جاتی رہیں لیکن اب آمدن کی کوئی صورت نہ ہونے کی وجہ سے دوائیوں میں کمی کرنا پڑی اور اس کمی سے مرض تیزی سے بڑھنا شروع ہو گیا ہے۔ دردمند اور صاحب توفیق لوگوں سے درخواست ہے کہ وہ حسب توفیق مالی امداد سے اس مشکل وقت

میں ساتھ دیں تاکہ سانس کا رشتہ بحال رہ سکے۔ منی آرڈر یا چیک اس پتہ پر روانہ کئے جا سکتے ہیں

A.M. MUSAWIR.
C/O ASIF KHAN.
2247-MIRONTARIO ST.
APT. # 714 MISSISSAUGA,
ONT. L5A 2G2.
TELE: (416) 275-0814

میرا پیچھا کیوں نہیں چھوڑتے؟

پیر پگارا اخبار نویسوں پر برس پڑے

پاکستان میں پولیس تشدد کے نتیجہ میں ہم افراد جیلوں میں چل بسے

واشنگٹن —— (رپورٹ) پاکستان میں گزشتہ ...

SERVICE
W

...ed to announced
...ok store as part
...i Mosque.
...ABLE ARE:

$14.10
$2.85
$5.15
$3.30
$3.45
$3.15
...aidullah $4.50
...Siddiqui $1.10
...hid Ahmad $7.75
...n and Muslims
$6.85

...w 15% for

...ervice

...30am—6.00pm
closed.

محمود ہارون اور میاں طفیل کے بیانات کے پس پشت ایک ہی ہاتھ کارفرما ہے

کالعدم جماعت اسلامی مرتد ہو چکی ہے اور طلبہ میں ہنگامے کروا رہی ہے۔ خواجہ خیرالدین

[illegible]

بیوروکریسی نے پاکستان کی ترقی کی راہیں مسدود کی ہوئی ہیں۔ جنرل چشتی

[illegible]

جماعت اسلامی جمہوریت کی جدوجہد کو نقصان پہنچا رہی ہے۔ فرید الحق

قومی اتحاد کی جماعتوں کا خیال ہے کہ فوج غیر جانبدارانہ انتخابات کرا دے گی

[illegible]

اخبارات سیاسی خبریں شائع کرنے سے گریز کریں

ملک کے تمام کارخانے سابق مالکان کو واپس نہیں کئے جا سکتے

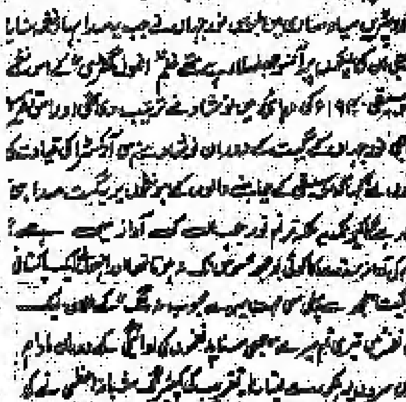
نجی شعبے کو صنعتیں لگانے کی پوری آزادی ہے

[illegible]

نورجہاں کی آواز کے جادو نے ممبئی کو مبہوت کر دیا

[illegible]

سادات: اسرائیلیوں کی محبوب شخصیت



اندرا دو میں آف دی ایئر اور برزنیف مین آف دی ایئر قرار پائے

[illegible]

جیتی جاگتی زندگی

شہ منرخ آپ کے نفسیاتی مسائل کا حل پیش کرتی ہیں

کمزور عورت، چالاک مرد

میں بہت پریشان اور مضطرب ہوں۔ جذبات کی شدت سے کچھ سمجھ نہیں آتا کہ کیا کروں۔ باعزت گھرانے سے تعلق رکھتی ہوں۔ میرے ابا ایک اعلیٰ افسر ہیں۔ اس لئے انہیں بیشتر وقت گھر سے دور رہنا پڑتا ہے۔ میرا ایک چھوٹا بھائی ہے۔

میری امی بظاہر بہت اچھی ہیں۔ گھر کو اچھی طرح سنبھالتی ہیں۔ ابا کو بھی کافی چاہتی ہیں۔ لیکن کچھ عرصہ پہلے ان کے ایٹیٹیوڈ کا پتہ چلا۔ وہ فون پر بہت کچھ شخص سے عجیب لغو بیہودہ اور اسکول کی لڑکیوں کی سی گفتگو کرتی ہیں، جبکہ ان کی عمر چالیس سال کے لگ بھگ ہے۔

میری ماں غلط قسم کے مردوں کے ساتھ گھومتی ہیں۔ اب وہ اسی طرح اپنے شوہر اور بچوں سے علیحدگی اختیار کرنا چاہتی ہیں۔ میرے ابو بہت اچھے ہیں۔

...کے ساتھ بزنس کرتا ہے۔

ہماری محبت کے بارے میں کسی کو معلوم نہیں۔ میری ماں کی آنکھوں پر دولت کا پردہ پڑا ہوا ہے۔ وہ اپنا داماد کبھی نہیں بنائے گی۔ اس کے والد بھی فوت ہو چکے ہیں۔ ورنہ وہ ہماری مدد کرتے۔ کیا میں اسے چھوڑ دوں؟

شازیہ ۔ لندن

آسانی سے کہہ دیا ہے کہ کیا میں اسے چھوڑ دوں۔ آپ کے لئے محبت کرنا بھی کافی سہل تھا۔ مشکل ہے تو صرف یہ کہ شادی کیسے ہو۔ اس بارے میں ویسے بھی آپ کا ارادہ زیادہ مضبوط نہیں ہے۔ ... کے ساتھ تعلق، محض دلچسپی کی ایک صورت ہے۔ جیسے یہ لگتا ہے کہ کوئی ہزاروں میل کے فاصلے سے فون کر کے چاہت کا اظہار کرے۔ پھر آپکو یہ اطمینان ہے کہ اس شخص سے پہلے بھی ایک لڑکی نے دھوکا دیا۔ اگر میں بھی یہی کروں تو کوئی غیر متوقع بات نہیں ہوگی۔ وہ اس کا عادی ہے۔ آپ کے سامنے وہ پہلی لڑکی کو یاد کرتا ہے۔ پھر کسی اور کے سامنے آپ کو یاد کیا کرے گا۔

... سال کی عمر میں ... کوئی اعلیٰ ملازمت ... ہوتا ہے اور نہ وہ اس کم عمری میں کروڑپتی بن سکتا ہے۔ آپ کے والدین بھی اس عمر میں آتے مالدار ...



ذات پر بھروسہ کرنا چاہئے لیکن دوسروں کو اتنی شک کی نظروں سے نہ دیکھیں کہ آہستہ آہستہ سب دور ہونے لگیں۔

آپ کے پاس جو کچھ ہے اس کا شکر ادا کریں۔ اپنی نعمتوں کا شمار کریں تو گھر خالی نہیں لگتا۔ اپنے دل کے چراغ روشن ہوں تو گھر کے تاریک کونوں کے چراغ از خود جل اٹھتے ہیں۔

جذباتی منظر کا خدشہ ٹل سکتا ہے!

میری شادی کو بیس سال کا عرصہ ہوا ہے۔ میری دو بیٹیاں ہیں۔ میرے شوہر کا کاروبار بہت اچھا ہے۔ وہ ہمیشہ اس بات پر کڑھتے رہے کہ ان کا کوئی بیٹا نہیں ہے۔ پھر وہ بہانے بہانے سے میرے ساتھ زیادتیاں کرنے لگے۔ کبھی مجھے وہ دو دو سال کے لئے پاکستان بھیج دیتے، یہاں ہر تقریب کا ... ان کا معمول بن گیا۔ ... میرے پاس اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں تھا کہ علیحدگی اختیار کر لوں۔ اسی دوران مجھے پتہ چلا کہ میرا شوہر ایک گوری کے ساتھ رہ رہے ہیں۔ ... تو میں خاموش رہی۔ آخر ... جب میں نے ...

بیٹی کی خاموشی

ہماری ایک ہی بیٹی ہے۔ اس کی عمر ۲۳ سال ہے۔ بیٹا چھوٹا ہے۔ اس کی عمر اٹھارہ سال ہے۔

میری بیٹی بڑی زندہ دل ہوا کرتی تھی۔ گھومنا پھرنا سہیلیوں کو گھر بلانا۔ اسکول میں بہت سے مشاغل میں بڑی دلچسپی تھی۔ پڑھائی میں بھی اچھی تھی۔ اس لئے دس برس کہا تو ہم نے اس کی شادی کر دی۔ ... بھانجا ہے۔ ہم نے اسے شادی کے لئے یہاں بلا لیا۔ اس کی ملازمت کا بندوبست کیا وہ یہاں کا شہری بنا۔

میری بیٹی اپنے گھر میں خوش نہیں ہے۔ بڑی خاموش طبع ہو گئی ہے۔ وہ جب میرے پاس آتی ہے اور میں پوچھتی ہوں کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے تو وہ ٹال جاتی ہے۔ کبھی دل کی بات نہیں کہتی۔ میں جانتی ہوں کہ وہ بڑی حساس ہے۔ لیکن مجھے لگتا ہے وہ اندر ہی اندر گھل رہی ہے۔ مجھے کسی نے بتایا ہے کہ اس کا شوہر بہت کنجوس ہے وہ اسے مارتا بھی ہے۔ میں کیا کروں۔ اسے کس طرح سمجھاؤں۔ وہ کوئی بات کرے تو میں کوئی قدم بھی اٹھاؤں۔

ایک ماں ۔ مانچسٹر

آپ کی ممتا اپنی جگہ اہم ہے۔ اکلوتی بیٹی کے دکھ پر آپ کا رنجیدہ ہو جانا لازمی امر ہے۔ لیکن اگر تمام صورت حال اس کے لئے ناقابل برداشت ہوتی تو وہ ...

شوہر کا احساسِ جرم

عادتوں کی وجہ سے آج تک مجھے کبھی اتنی رقم نہیں دی کہ میں اخراجات پورے کر سکوں۔

اب وہ کئی کئی دن گھر سے باہر رہنے لگے ہیں کہتے ہیں دورے پر جاتا ہوں، گھر آتے ہیں تو دو تین روز موڈ اچھا رہتا ہے، بچوں کو تحفے لے کر آتے ہیں، ان کے ساتھ بیٹھ کر کھیلیں گے لیکن چند دن بعد پھر وہی پرانی چال، کیا میری زندگی اسی طرح گزرے گی۔

... ج ۔ لندن

لگتا تو یہی ہے کہ آپ کی زندگی جس طرح اب تک گزرتی آئی ہے، وہ اسی انداز، اسی ڈھب اور اسی چال میں گزرتی چلی جائے گی۔ جب ہم اپنی زندگی کو دوسروں کی رفاقت میں گزارنے پر مجبور ہیں پھر ان کی عادتوں، زیادتیوں، مہربانیوں کو ... سب کچھ برداشت کرنے پر بھی مجبور ہیں، تشویش کی صرف یہ بات ہے کہ ...

آپ اپنے رویے میں کچھ تبدیلی لاتے ہوئے ان سے یہ گزارش کریں کہ جیسے آپ کی زندگی بہت عزیز ہے، آپ صدقے سے تجاوز نہ کریں کہ یہ عادت ... ثابت ہو سکتی ہے۔

نعمتوں کا شکر ادا کریں

کروڑپتی کی بیٹی

آپ کے خطوط

محترم ایڈیٹر صاحب
السلام علیکم

قادیانی اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے دن رات یہ پروپیگنڈہ کرتے رہتے ہیں کہ اسلام کا وجود اور اس کی ترقی قادیانیوں کے دم سے وابستہ ہے مگر ان کے اعمال و کردار اس دعوے کے بالکل برعکس ہیں۔

میری تمام تعلیم و پرورش ربوہ میں ہوئی ہے اور اس عرصہ میں میں نے جو کچھ دیکھا اور محسوس کیا ہے وہ اس قدر گھناؤنا ہے کہ تحریر کرنا مشکل ہے۔ قول و فعل کے اسی گھناؤنے کردار کا نتیجہ تھا کہ جس کے باعث میں اس گروہ سے تائب ہو گیا اور کوشش کی کہ قرآن و سنت کے مطابق زندگی گزاروں یہی وجہ ہے کہ اب سے بہت پہلے ہی میں نے اپنے پاسپورٹ پر خود کو مسلمان ظاہر کیا تھا اور مجھے اس پر فخر ہے کہ میں نے حق کی راہ پر چلتے ہوئے خود ہی اس نام نہاد احمدی گروہ سے رشتہ توڑ لیا تھا۔

امریکہ میں ایک نہایت ہی نیک اور مخلص مبلغ اسلام شکر الٰہی مرحوم کی نماز جنازہ اور ان کے خاندان کی تالیف قلب کے لیے امریکہ گیا تو کینیڈا کی قادیانی جماعت کے سربراہ نے فون پر مجھ سے پوچھ گچھ سلسلے شروع کر دی کہ شکر الٰہی مرحوم سے قادیانی جماعت کے سربراہ خاندان سے ذاتی اختلاف تھے اور مرحوم حکمران خاندان کے گھناؤنے کردار سے واقف ہونے کے سبب جماعت سے علیحدہ ہو چکے تھے اُن سے اس "جرم" کی سزا کے طور پر تمام قادیانیوں نے نہ صرف اُن کا مرتے دم تک بائیکاٹ کئے رکھا بلکہ اس غریب الدیار کو ہر ممکن طریقہ سے پریشان بھی کیا گیا۔ شکر الٰہی مرحوم سے حکمران خاندان کی دشمنی کا یہ عالم تھا کہ اُن کی نماز جنازہ پڑھنے پر مجھ ایسے محرم کے تائب ہونے کو بھی زعم کرم فرمائی گئی اور ایک خط کے ذریعے باقاعدہ اطلاع دی گئی ہے کہ مجھے جماعت سے خارج کیا جاتا ہے۔ حالانکہ میں نے خود جماعت کو اپنی زندگی سے خارج کیا ہوا تھا۔ اور پھر خدا تعالیٰ نے خود جن ظالموں کو امت مسلمہ سے خارج کر دیا ہو وہ کسی کو کیا خارج کر سکتے ہیں۔

حیرت ہے کہ ۱۹۵۲ء میں جسٹس منیر انکوائری کمیشن کے سوالات کے جوابات میں قادیانی حاضرات نے صریحاً جھوٹ بولتے ہوئے اپنے بنیادی عقیدوں کی نفی کر دی۔ مثلاً

۱۔ مرزا غلام احمد کو نبی ماننا ایمان کے لیے ضروری نہیں۔

۲۔ مرزا غلام احمد کو نبی نہ ماننے والے کافر نہیں ہیں۔

۳۔ غیر احمدی مسلمانوں کا جنازہ پڑھنے کی اجازت ہے۔ اسلئے کہ مرزا غلام کی ایک تحریر اس کے بارے میں مل گئی ہے۔

۴۔ احمدی لڑکیوں کو غیر احمدی لڑکوں سے شادی کی اجازت ہے وغیرہ وغیرہ

لیکن عدالت میں ان بیانات کے باوجود اپنی پالیسی نہ بدلی اور اب تک کوئی ایک بھی مثال ایسی نہیں کہ قادیانیوں نے کسی مسلمان کی نماز جنازہ میں شرکت کی ہو کسی غیر قادیانی کو بیٹی وغیرہ کا رشتہ دیا ہو کسی غیر قادیانی کے ساتھ نماز پڑھی ہو یا دوسرے معاملات میں شرکت کی ہو اور اگر کسی قادیانی سے ایسی کوئی حرکت سرزد ہو جائے تو پھر حکمران خاندان کا عتاب اسطرح نازل ہوتا ہے کہ اس غریب کی زندگی عذاب کر دی جاتی ہے

اس حکمران خاندان کی پاکستان میں ریشہ دوانیاں گھناؤنی اور عالم اسلام کیلئے اس قدر خطرناک ہیں کہ اگر ان کو صحیح طرح سامنے لایا جائے تو مسلمان اس گروہ کا وجود بھی کسی طرح برداشت نہ کریں۔ مجھے تو اُن قادیانیوں پر حیرت ہوتی ہے کہ جو سب کچھ جانتے ہوئے بھی نہ جانے کس طرح دھوکہ کھا رہے ہیں۔ یقیناً خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہے کہ وہ جسے چاہے ہدایت دے اور جسے چاہے گمراہی پر چلنے کیلئے چھوڑ دے۔ لیکن اُس کے حضور سچے دل سے اپنے گناہوں کی معافی مانگ کر توبہ کی راہ اختیار کی جائے تو اُس کی رحمت اپنے بندے کو مایوس نہیں کرتی۔ کیلئے قادیانی حضرات سے میری درخواست ہے کہ وہ قرآن و سنت پر عمل کرتے ہوئے اسلام کی سچی راہ پر چلیں اور جھوٹے و بدکردار افراد کے جھوٹے و سازشی دعووں کو پہچانتے ہوئے ان کا دامن اور قبروں کی مٹی کو چھوڑ کر امت مسلمہ میں شامل ہو جائیں۔

پاکستان سے محبت کا یہ عالم ہے کہ حکمران خاندان کی قبروں پہ سائن بورڈ لگا کر اپنے پیروکاروں کو ہدایت کی ہوئی ہے کہ وقت ملنے پر ان کی لاشوں کو قادیان میں دفن کیا جائے اسی لئے جب کبھی ہندوستان پاکستان پر حملہ کرتا ہے تو مرزا ناصر و محمود صاحب ہندوستان کی فتح اور پاکستان کے خاتمہ کی اُس میں دعائیں کرتے ہیں "مسیح موعود کی پیشین گوئی پوری ہونے والی ہے اور ہم عنقریب اپنے مرکز قادیان واپس جانے والے ہیں" مسلمانوں اور اسلام سے محبت کا ثبوت یہ ہے کہ تمام عالم اسلام اسرائیل کے ناپاک وجود کو اپنی پشت پر خنجر کے مترادف سمجھتا ہے لیکن قادیانی جماعت کے حکمران خاندان نے اپنے ذاتی نمائندے اسرائیل میں بٹھائے ہوئے ہیں۔

خاکسار

رفیق احمد اختر حسی ساگا

نور خان ہاکی فیڈریشن کے صدر رہیں گے

راولپنڈی ـــــ (پ پ آئی) صدر جنرل محمد ضیاء الحق نے کہا ہے کہ ایئر مارشل ریٹائرڈ نور خان بدستور پاکستان ہاکی فیڈریشن کے صدر رہیں گے۔ وہ آج یہاں پاکستان ہاکی ٹیم کے کھلاڑیوں کے اعزاز میں دیئے گئے ایک استقبالیہ میں بات چیت کر رہے تھے۔ [illegible] عاطف نے صدر سے کہا تھا کہ پاکستان ہاکی فیڈریشن کے سربراہ بھی چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ اس موقع پر صدر نے کہا کہ ایئر مارشل نور خان سے انہیں اس بات کی یقین دہانی کرائی ہے کہ وہ آئندہ اولمپک مقابلوں تک بدستور ہاکی فیڈریشن کے صدر رہیں گے۔

صفحہ ۲ سے

مذہب میں نئے نئے فتنے پیدا کئے گئے اور ان کو اپنے اسلاف سے نفرت دلانے کے لئے ان کی تاریخ کو مسخ کیا گیا مسلمانوں میں ان کے اندر سے ہی غدار پیدا کئے گئے اور برٹش گورنمنٹ نے ان کا خوب پروپیگنڈا کر کے انہیں ہیرو بنا کر پیش کیا۔ سر سید احمد خان کو قوم کا محسن اور ہیرو بنا کر پیش کیا جاتا ہے حالانکہ وہ زندگی بھر برٹش گورنمنٹ اور تاج برطانیہ کا مدح خواں رہا۔ اس نے مسلمانان ہند کی ۱۸۵۷ء کی جدوجہد آزادی کو بغاوت کے نام سے موسوم کیا اور حکومت برطانیہ کی خوشنودی کے لئے کتاب "اسباب بغاوت ہند" لکھی۔

اسی طرح انگریزوں نے ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت مسلمان حکمرانوں کی تاریخ کو مسخ کر کے اسے قدر تکدر اور جھوٹے افسانے پیش کیا کہ ہم خود ہی اُن کے سب سے بڑے نکتہ چین بن گئے مغل شہنشاہ اکبر نے ہر جگہ ہندو راجپوت راجوں کو شکست دی۔ انہوں نے اکبر کی خوشنودی اور قرب حاصل کرنے کے لئے اپنی بیٹیاں اکبر سے بیاہ دیں لیکن بقول مورخین جب اکبر نے دین الٰہی ایجاد کیا تو اس پر کوئی بھی ایمان نہ لایا۔ آج کے جمہوری دور میں عوام کے ایک منتخب نمائندہ کی خوشنودی کے لئے جیسے کسی وقت بھی عوام حکومت سے بغاوت کر سکتے ہیں ہر طرح کے اخلاقی اور دینی تقاضے پس پشت ڈال دیئے جاتے ہیں ایک ڈکٹیٹر کو خوش کرنے کے لئے قرآن پاک کی تفسیر غلط اور تاریخ مسلمہ برادری کے لئے کی جا سکتی ہے یا اقتدار حاصل کرنے کے لئے علماء دین مذہب کو اپنی سیاسی مطلب براری کے لئے استعمال کر سکتے ہیں لیکن عالمگیر (اورنگزیب) جیسے نیک پارسا انصاف پسند بادشاہ کو بلا کسی تحقیق و جستجو کے متعصب مورخین نے کیسے بھیانک ظالم اور جابر حکمران کی تصویر کشی کر لیتے ہیں۔

اسی طرح ایک ہی عنوان کے تحت مسلمانوں کے ان مذہب کے نام پر فرقے پیدا کئے گئے جن کا کام یہ تھا کہ... لیکن... علیحدہ وہ جو خود تو منزل تک نہ پہنچ سکے مسلمانوں میں ایک دوسرے سے نفرت آپس میں جھگڑے سے لوگ لیکن وہ منزل کے راستے کی نشاندہی ہی

انہوں سے بیزاری پیدا کر کے مسلمانوں کی اجتماعی ملی قوت کو ختم کیا جائے چنانچہ ان خود ساختہ مذہبی جماعتوں نے غیر مسلم مغربی طاقتوں کو خوش کرنے کے لئے یا اپنی ذاتی منفعت کی خاطر اسلام کا حلیہ بگاڑنے اور مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے میں خوب نمایاں کردار ادا کیا کسی جماعت نے "جہاد" کو خارج از اسلام قرار دیا۔

تو کسی نے پاکستان کو "پلیدستان" کے نام سے موسوم کیا تحریک خلافت جو کہ خالصتاً ایک مسلمانوں کا مسئلہ تھا اس تحریک کو شروع کرنے کے لئے گاندھی جی کی آشیرواد ضروری سمجھی گئی۔ جمعیت العلمائے اسلام اور جمعیت علمائے ہند نے مسلمانوں کے لئے ایک علیحدہ مملکت یعنی پاکستان کے قیام کی مخالفت اس لئے ضروری سمجھی گئی۔ جمعیت العلمائے اسلام اور جمعیت العلمائے ہند نے مسلمانوں کے لئے ایک علیحدہ مملکت یعنی پاکستان کے قیام کی مخالفت اس لئے ضروری سمجھی کہ آل انڈیا کانگرس اور گاندھی جی اس کے قیام کے حق میں نہ تھے۔

۱۸۵۷ء کی جدوجہد آزادی کی ناکامی کے باوجود مسلمانان ہند میں بیداری کی ایک لہر پیدا ہو چکی تھی جو بالآخر رنگ لائی اور ... اللہ تعالیٰ کی رضا اور مہربانی سے اگست ۱۹۴۷ء میں پاکستان بن گیا اس کے قیام کے لئے لاکھوں جانوں کی قربانی دی گئی مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی گئی آگ کے دریا بہے۔ عصمتوں کے موتی چکنا چور ہوئے قتل و غارت گری ظلم و تشدد و لوٹ کھسوٹ اغوا اور عورتوں کی عصمت پر سر عام ڈاکے ڈالے گئے گاندھی جی کے ہندوستان میں مسلمانوں کی جان مال آبرو غرضیکہ کوئی چیز بھی محفوظ نہ تھی لوگ اپنی جان اور عزت لے کر وہاں سے بھاگے۔ راستہ میں جا بجا اُن پہ حملے ہوئے جوانوں بچوں بوڑھوں کو بے دریغ قتل کیا گیا عورتوں کو اغوا کیا گیا مہاجرین کی ایک بڑی تعداد تھی جو پاکستان کی طرف رواں دواں تھی۔

خوش قسمت تھے وہ جو منزل تک پہنچ گئے ... لیکن ... علیحدہ تھے وہ جو خود تو منزل تک نہ پہنچ سکے لیکن دوسروں کے لئے منزل کے راستے کی نشاندہی کر گئے۔

پاکستان بن گیا۔ نیا ملک بے شمار مسائل میں الجھ گیا تقسیم کے وقت پاکستان کو اس کے اثاثوں کا حصہ نہ دیا گیا فوج جو پاکستان کے حصے میں آئی وہ جنگ عظیم کے بعد سے ابھی تک ملک سے باہر تھی۔ سرکاری دفتروں میں بیٹھنے کے لئے میز کرسی لکھنے کے لئے کاغذ قلم تک نہ تھے اس پر مہاجرین کی آمد و آباد کاری ملک کے اندرونی نظم و نسق کی دیکھ بھال ساتھ ہی ہندوستان نے کشمیر میں جنگ شروع کر دی متروکہ جائیداد کا مسئلہ غرضیکہ نئی حکومت کو تجربہ کار مشنری کی کمی تھی وسائل معدوم تھے اور بے شمار مسائل منہ کھولے کھڑے تھے۔

قوم کو غیر ملکی سامراج سے آزادی کیا ملی قوم بالکل ہی مادر پدر آزاد ہو گئی پہلے ہمارا سیاسی سماجی اقتصادی اور اخلاقی میدان میں دیگر قوموں سے مقابلہ تھا۔ گناہ اور بے ایمانی کرتے وقت دوسروں کی نظر میں بدنام ہونے کے ڈر سے شرم دامنگیر ہوتی تھی۔ بہت سے عیب دوسروں کے پردے میں چھپ جاتے تھے ... لیکن اب ہم آزاد تھے ... ہر بات سے اور ہر خوف سے آزاد۔

ایرانی جیلیں اصلاح خانہ بن گئی ہیں
غیر ملکی صحافیوں کو یہ مقامات دکھائے گئے

تہران ـــــ (خصوصی رپورٹ) ایران کی خبر رساں ایجنسی [illegible] دہشت گرد تنظیم مجاہدین خلق کے ایک سابق رکن نے ایران کے دورے پر آئے ہوئے غیر ملکی صحافیوں کو بتایا کہ استعماری طاقتوں کے ذرائع ابلاغ نے ایران میں جیلوں پر ظلم و تشدد کی بالکل گمراہ کن باتیں پھیلائی ہیں یہ ایک سوچی سمجھی سازش ہے [illegible] جائے گی [illegible] ادارہ [illegible] وقت [illegible] موافقت [illegible] مقام کے بارے میں [illegible] مجاہدین خلق کا یہ سابق رکن [illegible] ایرانی جیل [illegible] [illegible] اصلاح خانہ [illegible] [illegible]

ارکان شوریٰ کی اسمبلی کے ارکان کی طرح صرف غیر ممنوعہ اسلحہ رکھ سکتے ہیں
سرکاری وضاحت

اسلام آباد ـــــ (پ پ) کراچی کے ایک اخبار میں چند روز قبل ایک خبر شائع ہوئی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ سابق قومی اسمبلی کے ارکان کی طرح مجلس شوریٰ کے ارکان کو بغیر لائسنس کا اسلحہ رکھنے کی اجازت دی گئی ہے اس سلسلے میں وفاقی [illegible] [illegible]

خبر بے بنیاد ہے صحیح صورت حال یہ ہے کہ سابق قومی اسمبلی کے ارکان کی طرح مجلس شوریٰ کے ارکان بغیر لائسنس کا صرف غیر ممنوعہ اسلحہ رکھ سکتے ہیں جو غیر ممنوعہ بور ہو وہ ایسے ہتھیار رکھنے [illegible] کے بغیر [illegible] رکھ سکتے ہیں اس سلسلے میں تمام ارکان شوریٰ کو آگاہ کر دیا گیا ہے۔

حاجیوں کو مالیت سے محفوظ کیا جائے گا: شاہ فہد

کراچی ـــــ (نمائندہ) [illegible] [illegible] [illegible]

fortnightly
al-Hilal
Vol.10 No.24
March 10, 1982
50 ¢
Phone: 424-1989, 493-4374
338 Hollyberry Trail
Willowdale, Ont.
Canada M2H 2P6

فی الحال پاکستان میں انتخابات ممکن نہیں۔ ہارون

انتخابات کا انعقاد مثبت نتائج کا یقین ہونے پر ہی ہو سکتا ہے

سیاسی جماعتیں فرقہ وارانہ اور صوبائی تعصب پھیلا رہی ہیں

نصرت بھٹو کو پارٹی کی قیادت سونپنا بھٹو کی غلطی تھی، کوثر نیازی

ایرانی حکومت اور پاکستانی سیاست اور مسائل پر کیا فیصلہ؟ ان کا تسلط غیر جمہوری ہے

بے نظیر بچی ہے ساری عمر ملک سے باہر رہی، سیاست اس کے بس کی بات نہیں

بھارت میں ماقبل تاریخ کے قبیلے کا سراغ

مجلس شوریٰ کے ارکان کو پارلیمانی طریقہ کار سکھایا جائے گا

پاکستانی عوام کسی حکومت کے پانچ برس پورے ہوتے ہی بے صبر ہو جاتے ہیں

موجودہ حکومت کو فوری طور پر انتخابات کرا دینے چاہئیں

جسٹس کارنیلیس کا انٹرویو

صدر ریگن نے پاکستان کی امداد دوبارہ جاری کرنے کی دستاویز پر دستخط کر دیئے

پاکستان کی امداد کی مزاحمت کریگا، کانگریس کو صدر ریگن کا خط

